

ایمن قریشی کی
عمران سیریز 49



موت گاہ

عمران سیریز 49

موت کا سایہ

مصنف
ایس قریشی

دس روپے

قیمت

ایوب اکیڈمی لیاقت آباد کراچی 19

اس ناول کے تمام نام مقام کردار افراد واقعات اور تشبیہ وی جانے والی چیزیں
فرمائی ہیں کسی سے مطابقت محض اتفاقہ ہے جس کے لئے مصنف، پرنٹرز
پبلشرز، ناشر یا ادارہ ذمے دار نہیں۔

جملہ حقوق بنام پبلشرز دائمی طور پر محفوظ ہیں نقل کرنے یا فلم سکرپٹ کے لئے
استعمال کرنے یا چھاپنے کے لئے پبلشرز کی تحریری اجازت لینی ضروری ہے ورنہ
قانونی چارہ جوئی کی جائیگی۔

بفیس اکٹیری پریس کراچی میں چھپی

قیمت

چھ روپے

اپنی باتیں۔

موت کا سایہ پیش خدمت ہے ایک سنسنی خیز ریڈ ونچر قدم قدم موت کی طرف جانے والے جیالوں کی کہانی اور وہ جیلے ظاہر ہے ایکسٹو کے جانثار ہی ہو سکتے ہیں۔

بازیلی اور دیاتے ایمیزون کے علاقے میں پھیلے ہوئے خطرناک حشرات الارض اور بھیانک خطرات میں گھری ہوئی اس ہم کو سر کرنے میں ایکسٹو اور اس کے ساتھیوں پر کیا بیتی ملاحظہ کیجئے۔

میں نے پوری پوری کوشش کی ہے کہ کہانی اپنی ساری دلچسپیوں سے مرصع ہو کر آپ کے سامنے پہنچے۔ ایکشن کا بھی قحط نہیں ہے اور قہقہے وہ تو عمان کے ساتھ ہیں جہاں عمان ہو گا وہاں قہقہے ہوں گے اور ان ہی قہقہوں کے درمیان جب آگ اور خون کا دیا بہنے لگے تو.....

پڑھتے اور راتے سے مطلع فرماتے

والسلام

ایسوی قیشو

ایسے قرابتی کے اب یہ ناول مل سکتے ہیں

۲-۰۰	ایجنٹ سیلون	۶-۰۰	خطرناک آدمی	۹-۰۰	گورننگن
۹-۰۰	سیکریٹ سروس ریکیٹ پرنس	۶-۰۰	دھوپی کے شکار	۹-۰۰	لوڑاٹا
۹-۰۰	ڈیٹو آف ڈیول	۶-۰۰	سیارہ کی تباہی	۹-۰۰	نی تھری بی
۹-۰۰	خطرناک مہم	۶-۰۰	پہاڑی کا لغتہ	۹-۰۰	شنگ ہی کی واپسی
۹-۰۰	بلائیڈ سپاٹ	۶-۰۰	موت کا جہیز	۶-۰۰	ایکسٹو کا ہنگامہ
۹-۰۰	بیمو کی موت	۶-۰۰	پراسرار سیارہ	۶-۰۰	موت کا سایہ
۶۱-۰۰	مرڈر ایجنٹ	۶-۰۰	لاہولی آواز	۶-۰۰	نیلا شعلہ
۶-۰۰	بلیک پائل	۶-۰۰	آسیبی چکر	۶-۰۰	شعلے کا شکار
۶-۰۰	بلیک ہاوس	۶-۰۰	بلیک ٹینج	۶-۰۰	لہر آدمی
۶-۰۰	دزدی کی واپسی	۶-۰۰	ایجاد کی چوری	۶-۰۰	قابل مصروف
۶-۰۰	سرو جنگ	۶-۰۰	آگ بابا	۶-۰۰	دولت کے پیاری
۶-۰۰	برفانی جہنم	۵-۵۰	پراسرار آگ	۶-۰۰	حادثوں کا شکار
۶-۰۰	اصلی تہرہ	۵-۵۰	مصوت فتنہ	۶-۰۰	نرخ و جہیہ
۶-۰۰	بے چین دشمن	۵-۵۰	بلیک سرکل	۶-۰۰	گمشدہ تہرہ
۶-۰۰	سیاہ بھو	۹-۷۵	زور و زور	۶-۰۰	سہری ان گلیاں
۶-۰۰	ہیو پرنٹ	۹-۷۵	نیلا نشان	۶-۰۰	خطرناک جواری
۱۰/۵۰	ہنگاموں کا موجد راول (دوئم)	۲-۰۰	بلیک وومن	۶-۰۰	بھیانک سایہ
۱۰/۵۰	ناٹ گول راول (دوئم)	۲-۵۰	بلیک ناٹ	۶-۰۰	مرڈر محل
۱۰/۵۰	ناٹ گول راول (دوئم)	۷-۵۰	میت گولڈ	۶-۰۰	پہلا اشارہ
۱۰/۵۰	ہل آف ڈیٹو	۷-۵۰	مرڈر بزنس	۶-۰۰	آواز کی چوری
۳-۰۰	موت کا تجربہ	۷-۵۰	گرمین سپاٹ	۶-۰۰	اونچا شکاری
۱۲-۰۰	خطرناک موٹر	۷-۵۰	ڈیجیٹل زون	۶-۰۰	انجنا ناو دشمن
۷-۵۰	اپریشن سپاٹ	۷-۵۰	بلیک سیرن (کٹن شازیہ)	۶-۰۰	بھگت
۷-۵۰		۲-۵۰	پیشہ ور اسپین	۶-۰۰	موت کی چوری
			کار وکیل	۶-۰۰	

حدود تعداد میں موجود ہیں، آج ہی طلب کیجئے کراچی میں
کراچی بک ڈپو ۳۸ - اردو بازار کراچی سے طلب کیجئے

ایوب ایڈری . یاقوت آباد کراچی ۱۹

طیارے نے ایک ہلکا سا جھٹکا لیا اور فضا میں بلند ہوتا چلا گیا۔ وہ لوگ دم سادھے اگلے ہدایت کا انتظار کر رہے تھے جو انہیں طیارے کے فضا میں مخصوص بلندی پر پہنچتے ہی مل گئی تھی، انہوں نے اطمینان کا طویل سانس لیا اور حفاظتی سیٹیاں کھول دیں۔

اس وقت اس دیوپکے ٹرائی اسٹار طیارے میں پانچ سو کے لگ بھگ مسافر سوار تھے اور ان پانچ سو مسافروں میں اکیسٹو کی پوری ٹیم بمبہ عمران اور اکیسٹو نمبر دو یعنی طاہر کے شامل تھی ان سب کی سیٹیں برابر برابر تھیں جو بیا عمران کے ساتھ بیٹھی تھی جبکہ طاہر ان سے دو در عقب میں ایک نشست پر ایک امریکن عورت کے برابر بیٹھا ہوا تھا۔

جورف سب سے پیچھے تھا، تنویر کے ساتھ صفدر تھا فاور کے ساتھ چوہاں اور صدیقی کے ساتھ نعمانی بیٹھا ہوا تھا۔

وہ سب ایک لمبے سفر کے لئے تیاری کر کے روانہ ہوئے تھے منزل کا علم عمران کو بھی نہیں تھا۔

ایکسٹونے ان لوگوں سے یہی کہا تھا کہ اس بار وہ کسی کو بھی کچھ نہیں بتاتے گا اور خود ہی مہم کی نگرانی کرے گا۔
 علم بھی انہی لوگوں کی طرح ہر بات سے انجان ہوگا۔

پھر ان لوگوں کو ایک فہرست فارم کی گئی تھی اسی کے مطابق ہر ایک کو اپنے ساتھ لے جانے والا سامان جمع کرنا تھا سامان کے ساتھ ہر ایک کو کچھ تحفے بھی ملے تھے، صفر کو سگریٹ کیس ملا تھا۔ نمانی کو بال پین جبکہ صدیقی اور خادر کو کف ہنک ملے تھے۔ چوہان کو تین انگوٹھیاں ملی تھیں جن کے نگینے حد سے زیادہ بڑے بڑے تھے۔

اور تنویر کو چھ شکاری ملے تھے جبکہ جولیہ کے حصے میں کالوں کے رنگ آتے تھے ان رنگوں میں دو بڑی بڑی گیندیں لگی ہوتی تھیں۔

ان سب چیزوں میں ایک بات مشترک تھی اور وہ یہ کہ یہ سب چیزیں انتہائی بھاری اور بھونڈے انداز میں بنائی ہوتی تھیں ایسی تھیں کہ اگر یہ ایکسٹون کی طرف سے نہ ملی ہوتیں تو وہ ان کو نالی میں پھینکنے پر ہی راضی ہوتے۔

تنویر کو جو چھ شکاری ملے تھے ان میں سے ایک عجیب قسم کی بواٹھ رہی تھی اور اس نے ایک مرتبہ ان کو کھول کر دیکھنے کے بعد دوبارہ نہیں دیکھا تھا ان چیزوں کے بارے میں ہدایت ملی تھی کہ یہ ایک لمحے کے لیے بھی وہ لوگ اپنے جسم سے جدا نہیں کریں گے۔ جولیہ نے وہ رنگ پہنتے ہوئے بڑا برا منہ بنایا تھا بے حد جھلاتی تھی۔

مگر حکم حاکم مرگ مفاجات والی بات تھی اس لیے اسے یہ سب سہنہ پڑا تھا اور اس وقت وہ سب ہی اپنی اپنی جگہ سوچ رہے تھے کہ آخر وہ جا کہاں جا رہے ہیں؟ کس قسم کی مہم وپیشیں ہیں۔
 وہی طور پر وہ سب ہی خلیجان میں مبتلا تھے۔ تنویر کھڑکی کے طرف بیٹھا تھا اور نیچے گزرتے ہوئے سمندر کو دیکھ رہا تھا جس میں کہیں کہیں کوئی بحری جہاز محو سفر نظر آ جاتا تھا۔

”اس بارے میں سوچ کر واپس آجنا بہت سہل ہے۔“ دھماکے سے سانس دیا۔

”تیم کیسے کہہ رہے ہو۔؟“ صفدر نے پوچھا۔

”میری چٹھی جس کہہ رہی ہے۔“

”یعنی یہ کہ اس بار ہم سب مارے جاتیں گے۔؟“

”ہاں صفدر۔“ تنویر نے کہا۔ جس مہم کے بارے میں کچھ معلوم نہ ہو۔ کسی بات کا علم نہ ہو وہ

موت کی مہم نہ ہوگی تو کیا ہوگی۔؟

”خیال ہے تمہارا۔“ صفدر نے کہا۔

”وہ کیوں۔؟“

”کیا اس سے پہلے ہم لوگ اس سے بھی زیادہ خطرناک مہموں سے واپس نہیں آتے۔؟“

”ہاں آتے ہیں مگر۔۔۔۔“ وہ خاموش ہو گیا۔

”مگر کیا۔؟“

”پہلے جس مہم میں شامل ہوتے اس کے بارے میں ہمیں کچھ نہ کچھ ضرور معلوم ہوتا تھا اور یہ بھی

کہ ہم کہاں جا رہے ہیں۔“ تنویر نے کہا۔ جبکہ اس بار ہمیں کسی بات کا علم نہیں اور ہم قطعی طور پر اندھیرے

میں ہیں۔“

”اس سے کیا فرق پڑے گا۔؟“

”بہت بڑا۔“ تنویر نے کہا۔ پہلے جب ہمیں علم ہوتا تھا کہ فلاں سلسلے میں فلاں جگہ جا رہے

ہیں تو اس جگہ ماحول اور خطرات کے بارے میں ہم لوگ ذہنی طور پر تیار ہو جاتے تھے جبکہ اس بار

ایسا نہیں ہے۔“

”پھر اس سے کیا فرق پڑے گا۔؟“

بہت ٹبر۔ تنویر نے کہا۔ نہ تو ہم اپنے دوستوں کو پہچان سکیں گے اور نہ ہی دشمنوں کو اور اس طرح کسی بات کا اندازہ نہیں ہوگا۔

میں نے پوچھا ہے اس سے کیا فرق پڑے گا۔؟

یہی کہ اگر فوری طور پر کوئی خطرہ دیکھیں تو ہم لوگ ماسے جاتیں گے۔

کیوں۔؟ صفدر نے پوچھا۔ کیا ہم بم کے بنے ہوئے ہیں۔؟

بم کا سوال نہیں ہے۔ تنویر نے کہا۔ بلکہ مسئلہ یہ ہے کہ اندھیرے سے آتے ہوئے تیر کا

رہنے کوئی بھی نہیں موڑ سکتا۔

تیر اندھیرے سے آتے گا ہی کیوں۔؟

گویا تمہیں ایکسٹوکے فیصلے سے اتفاق ہے۔؟ تنویر نے صفدر کو گھورتے ہوئے کہا۔

ہاں مجھے اپنے چیف پر پورا پورا اعتماد ہے۔ صفدر نے عقیدت بھرے لہجے میں کہا اور یہ اعتماد

بلا سبب نہیں ہے۔

یعنی۔؟

یعنی یہ کہ سینکڑوں مرتبہ چیف نے ہمیں ایسے مواقعوں پر بچایا ہے مدد کی ہے جبکہ ہم موت کی

گود میں بس سونے ہی والے تھے اور ایک فیصد بھی امید نہیں تھی کہ ہم بچ سکیں گے۔

وہ تو اتفاقات تھے صفدر ڈٹیر۔

تو سمجھ لو اس بار ایکسٹوہمارے ساتھ ہے۔

میں سمجھا نہیں۔

پہلے جب وہ ہمارے ساتھ نہیں ہوتا تھا تو اس وقت عین وقت پر ہماری مدد کے لئے

حود ہوتا تھا اس بار چیف ساتھ ہے لہذا ہمیں ہر کام ٹبرے اعتماد سے کرنا چاہیے تاکہ چیف کو

شکایت کا موقع نہ ملے۔

مگر میں اس کے خلاف ہوں۔ تنویر نے ہل سا منہ بنا کر کہا۔ ہمیں مہم کے بارے میں کچھ نہ کچھ

معلوم ہونا چاہیے تاکہ خطرات کا اندازہ ہو۔

گویا تم اب تک خطرات کا اندازہ نہیں کر سکے۔

جی نہیں میں عالم الغیب نہیں ہوں۔ تنویر کا منہ اور بگڑ گیا۔

اس سے پہلے ہم ہمیشہ نقلی ناموں اور پاسپورٹوں پر سفر کرتے رہے ہیں۔

ٹھیک ہے آگے بڑھو۔

مگر اس بار ہم اپنے اصلی ناموں اور اصلی پاسپورٹوں پر سفر کر رہے ہیں۔

پھر اس سے کیا ظاہر ہوا۔؟

یہی کہ موجودہ مہم حد سے زیادہ خطرناک ہے۔

یہ کیسے ثابت ہو گیا۔؟

ایسے کہ اس مرتبہ نام چھپانے کی ضرورت بھی محسوس نہیں کی گئی۔ صدر نے کہا۔ اصل ناموں

سے یہ سفر کرنے کا مطلب یہ ہے کہ ہماری روانگی سے کچھ اور لوگ بھی آگاہ ہیں اور انکیسٹو کو اسی وجہ سے

ہمیں صحیح ناموں سے پاسپورٹ بنوانے پڑے ہیں۔

دوسرے لوگوں سے تمہاری مراد دوسرے مالک کے ایجنٹوں سے ہے۔؟

ہاں ہو سکتا ہے امریکن۔ روسی یا کسی اور ملک کے ایجنٹ بھی ہماری روانگی سے آگاہ ہوں

اور وہ بھی اسی مہم پر جا رہے ہیں۔ ہوں جس پر ہم محو سفر ہیں۔

بات بیتی نہیں۔

غور کرو تو تم کو اس سکون کے پردے میں موت انگریزائیاں لیتی نظر آجاسے گی۔

۔ ہماری پہلی منزل چونکا ہے نا۔؟ تنویر نے پوچھا۔

۔ ہاں چونکا ہی ہماری پہلی منزل ہے۔۔

گویا ہمیں افریقی علاقے میں جانا ہوگا۔؟

”ہاں۔ چونکا برازیل کے علاقے میں ہے۔۔“ صفر نے کہا۔

”برازیل۔؟ تنویر نے کھوٹے کھوٹے لہجے میں پوچھا۔

۔ تمہیں کیا ہوا۔؟ صفر نے پوچھا۔

۔ میں تصور میں اپنی موت دیکھ رہا ہوں۔۔ تنویر نے کہا۔

۔ کیا کہنا چاہتے ہو۔؟

۔ مائی ڈیئر صفر جیب دہریں بچھا ہوا تیرا بلو پاتپ سے نکلی ہوئی کو بر کے دہریں بھی ہوتی

سوتی جسم میں آسے گی تو موت کا احساس بھی نہیں ہوگا۔۔

گویا تم نے ابھی سے فرض کر لیا کہ تمہاری موت ضرور آئے گی اور آتے گی تو دہریں سوتی

کے ذریعے یا نہ ہریں تیرے ذریعے سے۔۔

۔ ہاں مجھے ایسا ہی لگ رہا ہے۔۔ تنویر نے سنجیدگی سے کہا۔

۔ وہم ہے تمہارا۔۔ صفر نے کہا۔

۔ میں کو اب میری سنجیدگی سے سوچ رہا ہوں کہ واپسی پر اگر زندہ رہا تو ایکسٹو کو اپنا استعفیٰ پیش

کر دوں گا۔۔

تمہیں پہلے جن لوگوں نے استعفیٰ دیتے آئے بارے میں علم ہے۔۔

۔ نہیں بس۔۔ تنویر نے ٹھوس لہجے میں کہا۔ مگر شاید کچھ اور بھی کہتا مگر آگے کی سیٹ پر بیٹھ

ہوئے عمران کا قبقرہ سن کر وہ چونک پڑا۔

ان لوگوں کو دیکھ رہے ہو۔ اس نے خونخوار لہجے میں صفر سے کہا۔

تمہارا اشارہ جو لیا کی طرف ہے۔؟

ہاں کس طرح سے یہ لوگ قہقے لگا رہے ہیں۔

قہقے زندگی کی علامت ہوتے ہیں مائی ڈیر تغیر۔

ہونہر۔ زندگی کی علامت۔ وہ حقارت سے بولا۔ یہ چھوڑا ہر لمحہ اسی کوشش میں لگا رہتا

ہے کہ لڑکیاں اس پر مٹیں۔

اور وہ کامیاب بھی ہے۔ صفر نے کہا۔ وہ تنویر کا اشارہ سمجھ گیا تھا جہاز میں سوار ہونے

کے بعد جب اسے یہ علم ہوا کہ جو لیا عمران کے ساتھ بیٹھنے کی تہی اس کا منہ بن گیا تھا اور موڈ خراب ہو گیا تھا۔

وہ جو لیا کا عمران کے ساتھ بیٹھنا کسی صورت برداشت نہیں کر رہا تھا اگر ان لوگوں کو پہلے

سے یہ نہ بتا دیا جاتا کہ ایکسٹو بھی ساتھ ہی سفر کر رہا ہے تو وہ بنالے اس وقت کیا گل کھلاتا۔

کامیاب۔ تغیر نے دانت پیستے ہوئے کہا۔ جو لیا اسے ایک لمحے کے لئے بھی برداشت نہیں

کرتی اگر جہاز میں چیف کی موجودگی کا علم نہ ہوتا تو وہ اب تک عمران کے پاس سے اٹھ کر کسی اور سیٹ

پر بیٹھ چکی ہوتی۔

میرے لئے نئی اطلاع ہے۔ صفر نے ہنسی ضبط کرتے ہوئے کہا۔

تم چاہو تو جو لیا نافٹز وائٹرس سے خود معلوم کر لینا۔

کیا بات ہے اس وقت تو تم نے اس کا نام بٹرنے اصرار سے لیا ہے۔؟

کیا نہ لوں۔؟ تنویر نے کہا۔ ایک طرح سے وہ ہماری انچارج بھی تو ہے نا۔؟

دوسری طرف عمران تنویر اور صفر کی گفتگو سے لاعلم جو لیا سے کہہ رہا تھا۔

جوتی تم اپنے حسن کی سلامتی کے لئے کچھ نہیں کرتیں بری عادت ہے سب سے پہلے ڈنکی سوپ سے منہ دھویا کرو پھر منہ کی گریم کی ماسک کیا کر دیکھیں۔

پوڈرا اور لب اسٹک کون سی استعمال کروں۔؟ جو یالے ہنسی ضبط کرتے ہوئے پوچھا۔
 ”شکی پوڈرا آتا ہے چہرے کی حفاظت کے لئے اسے ملا کرو۔“

”تمہیں میرے حسن کی اتنی فکر کب سے ہو گئی۔“

”مجھے نہیں ہے اکیسٹو کو ہے۔“

”وہ کیسے۔؟ جو یالے ڈنکی لیتے ہوئے پوچھا۔ ظاہر ہے کئی گفتگو کا سفر تھا اور وہ یہ عرصہ خاموش بیٹھے رہ کر نہیں گزار سکتی تھی۔

”تمہارے حسن کے لالچ میں وہ یہاں آیا ہے۔“

”کیا۔؟ جو یالے اسے گھورا۔“

”صحیح کہہ رہا ہوں جو یالے۔“ عمران نے خجیدگی سے کہا۔ اکیسٹو کو علم ہوا ہے کہ ہارزیل کے جنگلات میں ایک پودا چوچکا ہوتا ہے اس کو سکھا کر اس کا سفوف چالیس دن تک چہرے پر ملا... جاتے تو حسن لافانی ہو جاتا ہے۔“

”اچھا بس حاقیت مت پھیلاؤ۔“ جو یالے کہا مگر اس کے چہرے پر ناگواری نہیں تھی۔ وہ تو عرصے دراز سے اکیسٹو کو پوچھتی چلی آتی تھی۔

اس کی تو شدید خواہش تھی کہ اکیسٹو کو دیکھے اس سے باتیں کرے مگر سیکرٹ سروس کے ممبر کی حیثیت سے نہیں۔ جہاز میں سوار ہونے کے بعد بھی وہ درجنوں مرتبہ چاروں طرف دیکھ چکی تھی ایک ایک آدنی کا جائزہ لیا تھا مگر وہ کسی پر اکیسٹو ہونے کا شبہ نہیں کر سکی تھی۔ کرتی بھی کیسے جب وہ اس کی شکل ہی سے واقف نہیں تھی تو کیسے کہہ دیتی کہ وہی اکیسٹو ہے۔“

”میں حاکم نہیں پھیلا رہا پولیا۔“

”جویا۔ جویا غرائی۔ تم مجھے اس مہم کے بارے میں بتاؤ۔“

”کیا بتاؤں۔؟“

”یہی کہ ہم اصلی ناموں سے کیسے سفر کر رہے ہیں۔“

”پھر کیا جعلی نام اپنتے۔؟“

”میرا مطلب یہ ہے کہ ہمیشہ کسی مہم پر جاتے ہوئے اپنی شخصیت چھپاتی جاتی تھی مگر اس مرتبہ سی

کوئی بات نہیں آخر کیوں۔؟“

”اس پردہ نشین کے دماغ میں جو بھی بات بٹھو جاتے۔ عمران نے کہا۔ تنویر نے کہہ دیا تھا کہ جیب

بوٹی کی تلاش ہے تو اصلی نام سے جانا چاہیے بس راضی ہو گیا۔“

”اڑالے کی کوشش مت کرو۔“ جویا غرائی۔

”نہیں کہاں۔؟ عمران ہنس کر بولا۔ ابھی تو پیر ہی نہیں آتے اسے پیدا ہوئے ابھی دن ہی

کتنے ہوتے ہیں۔“

”کس کی پیدائش کی بات کر رہے ہو۔؟“

”ارے وہی خمبوسا۔“

”یہ کون حضرت ہیں۔؟“

”حضرت نہیں میرا پیرا کینڈا ہے۔“

”کیا... تم... تم یعنی کہ تم کیو تیر کی بات کر رہے تھے۔؟ جویا نے پھاڑ کھالے والے

لہجے میں کہا۔

”تم پھر کس کی بات کر رہی تھیں۔؟“

”میں یہ کہہ رہی تھی جو بھی بات ہے وہ صحیح صحیح بتاؤ و تم کبوتروں کو لے بیٹھے۔“

پھر کیا بتانا جب مجھے خود ہی کچھ معلوم نہیں ہے۔“

میں نہیں مان سکتی۔“

پھر ایکسٹو سے خود معلوم کرو۔“

”کال آتے گی تو اس سے بھی پوچھ لوں گی ابھی تو تم بتاؤ۔“

یہ ایک بہت خطرناک مہم ہے ماتی ڈیٹر جو لیا۔“ عمران نے کہا۔ ہم میں سے شاید ہی کسی

کی واپسی ہوگی۔“

مہم کی خطرناکی کا احساس تو مجھے ہے۔“

”ہے نا۔“ عمران نے جلدی سے کہا۔ مجھے معلوم تھا کہ تم ذہین ہو۔“

بگر مہم ہے کیا۔؟

یہ تو میں نے ابھی بتایا ہے نا۔“

کیا بتایا ہے۔“؟

یہی کہ ایکسٹو حسن کو قائم و دائم رکھنے والے پورے کی تلاش میں بازیل جا رہا ہے جہاں

سے صرف تم دونوں ہی واپس ہو سکو گے۔“

کیا کہنا چاہتے ہو۔؟

اس طرح وہ پردہ نشیں اپنے راستے کے کانٹے بھی صاف کرنا چاہتا ہے۔“

یہ کو اس سے کبھی نجات بھی ملے گی۔؟ جو بیا اوپری ہونٹ بھینچ کر غراتی۔

اب تو مل ہی جاتے گی۔“ عمران نے گلو گیر لہجے میں کہا۔ کیونکہ کچھ دن بعد کسی ممبر کی ران کسی

جنگلی کی کراں میں لٹکی ہوگی اور کسی کا جسم کسی کے پیٹ میں پہنچ چکا ہوگا۔“

مجھے خوفزدہ کرنا چاہتے ہو۔؟

نہیں تو بہ تو بہ۔۔ عمران نے منہ میٹھتے ہوئے کہا۔ اب سفر مرگ میں کیا کسی کو خوفزدہ کروں گا یہاں تو ڈر کے مارے اپنا ہی پسینہ بہہ رہا ہے۔

میرا خیال ہے عمران۔ جو یانے کہا۔ یہ کوئی ایسی مہم ہے جس میں سب کچھ پہلے ہی سے دنیا کو

معلوم ہے۔۔

میں سمجھا نہیں جو یانے۔ عمران نے سر ہلایا۔ میری سمجھ دانی چھوٹی سی ہے نا۔

کوئی ایسی مہم ہے یہ جس میں دوسرے مالک کے ایجنٹ بھی حصہ لے رہے ہیں اور اس میں حصہ لینے والے سب ایک دوسرے کو جانتے ہیں اسی لئے ہم لوگ اصل ناموں سے سفر کر رہے ہیں۔

مگر وہ مہم کیا ہو سکتی ہے۔؟ عمران نے پوچھا تھا اس کا ذہن جو یانے کے اندازوں پر داد دے رہا تھا وہ حقیقت کے قریب پہنچ رہی تھی۔

اب مجھے کچھ یاد آ رہا ہے۔

کوئی شعر تو نازل نہیں ہو رہا۔؟ عمران نے بے ساختہ پوچھا۔

ہشت۔۔ جو یانے اسے جھڑکا۔ کیا تم کو یاد نہیں کہ چھ ماہ قبل ہمارا ایک مصنوعی موزیہ سیارہ کسی فنی خرابی کی بنا پر ان اطراف میں گر پڑا تھا۔

کہاں کی بات کر رہی ہو۔؟

برازیل کی۔

جو یانے کہا۔ وہ سیارہ برازیل کے ہی علاقے میں کہیں گرا تھا اس کے بارے میں برازیل کی حکومت سے درخواست بھی کی گئی تھی کہ سیارہ کی تلاش میں مدد دے۔

بچہ کیا ہوا؟

اس کے بعد پھر اس بار سے میں کوئی خبر سننے کو نہیں ملی۔

اب تمہارا خیال یہ ہے کہ موجودہ مہم اسی سلسلے کی کڑی ہے؟

ہاں میرا خیال یہی ہے۔

مکن ہے ایسا ہو۔ عمران نے کہا۔ مگر سیارہ اتنا قیمتی تو نہیں تھا کہ اس کی تلاش میں پورا سکیٹ

سروس کا محکمہ حرکت میں آجاتا۔

نہیں عمران میرا خیال صحیح نکلے گا دیکھ لینا۔ جویا نے کہا۔ میں اتنی دیر سے حالات کا تجزیہ

کر رہی تھی اور پھر اسی نتیجے پر پہنچی ہوں کہ یہ سب کچھ اسی موسمیاتی سیارے سے کئے لئے کیا جا رہا ہے۔

اب میں کیا کر سکتی ہوں۔ عمران نے کہا۔ وہ پرہیزگار نشین خود جہاز میں موجود ہے۔

اس کے علاوہ۔ جویا کہہ رہی تھی۔ میں نے جہاز میں کچھ ایسے چہرے دیکھے ہیں جن پر سیکرٹ

کا گمان ہوتا ہے۔

خیال ہے تمہارا۔ عمران نے اسے ٹالا حالانکہ وہ ابھی ان تین افراد سے آگاہ تھا جس میں سے

ایک کے چہرے پر ڈاڑھی تھی اور دو کے ہونٹوں پر گھنی مونچھیں ان دونوں مونچھوں والے کو اس نے جہاز پر

سوار ہوتے ہی مارتا دیا تھا۔

اور جہاز کی روانگی کے کچھ دیر بعد تیسرا بھی نگاہوں میں آگیا تھا۔ ڈاڑھی والا سب سے

آگے کاک پیٹ میں کھلنے والے دروازے کے بائیں والی سیٹ پر بیٹھا ہوا تھا جبکہ دو جہاز کے پچھلے

حصے میں کمین ہاتھ روم اور بائیں ہوسٹس روم کی راہداری میں کھلنے والے دروازے کے پاس بیٹھے

ہوتے تھے۔

وہ دونوں اخبار پڑھ رہے تھے جبکہ ڈاڑھی والا خاموشی سے اونگھنے میں مصروف تھا۔

ان کے جسموں پر بھاری اور کوٹ تھے اور شانوں پر چپڑے کے بیگ جواب ان کے پیروں کے پاس رہتے تھے۔

”کہو تو ان کی نشاندہی کر دوں۔؟ جو یانے کہا۔

”اس سے کیا ہوگا۔؟ عمران نے پوچھا۔

”مجھے ایسا لگتا ہے عمران کہ وہ تینوں ساتھی ہیں۔“

”ساتھی ہونا برابر ہے کیا۔؟“ عمران نے جاہی لیتے ہوئے کہا۔ ”وہ تین ہیں مگر کیا ہم نو آدمی سفر نہیں کر رہے۔“

اور اگر تمہارے چور سے کوئی شامل کر لیا جائے تو ہو گئے دس ساتھی۔“

”تم سمجھنے کی کوشش کرو۔ جو یانے کہا۔ اگر وہ تینوں درحقیقت ساتھی ہیں تو ایک ہی جگہ

نہیں بیٹھے۔“

”دوسری سیٹ میں کٹھن ہوں گے۔“

”نہیں عمران بنجیدگی سے سوچو۔ جو یانے کہا۔ اگر وہ تینوں آپس میں ساتھی ہیں تو ان کا دونوں

طرف دروازوں پر بیٹھنا معنی رکھتا ہے۔“

”اچھا۔ عمران نے حیرت سے کہا۔ مگر لغت تو ہے نہیں معنی کیسے دیکھوں۔؟

”تم جا کر صفدر کی سیٹ پر بیٹھو اور اسے یہاں بھیج دو۔ جو یانے بھنا کر کہا اور عمران اس کا

دیکھنے لگا۔

”مگر کیوں کیا میں تمہیں کاٹ کھالے کو روڑ رہا ہوں۔؟

”نہیں تم بنجیدہ نہیں ہو سکتے۔ جو یانے کہا۔ مجھے ان کے ارادے سے خطرناک نظر آ رہا ہے۔“

”یہاں اور تم کو مذاق سوچا ہے۔“

”آہم۔۔۔“ عمران نے پھر جاہی لی اور منہ چلانے لگا اس کی نگاہ دائرے والے پر تھی جواب

اٹھ کھڑا ہوا تھا ادب بیگ اس کے شانے پر پہنچ چکا تھا۔ عمارن نے اپنے سر کو سیٹ سے اس طرح ٹیکا کہ وہ دائرہ والے پر پوری طرح نظر رکھ سکے پھر اس نے ہاتھ میں پہنی ہوئی گھڑی کا ایک ٹن دبایا فوراً ہی گھڑی میں رگکا ہوا شیشہ بدل گیا۔ اس کی جگہ ایسے شیشے نے لے لی جس میں منہ دیکھا جاسکتا تھا اس نے ہاتھ کو اس طرح حرکت دی کہ مونچھوں والوں کو دیکھ سکے۔ دونوں مونچھیں بچی اٹھ کھڑی ہوئی تھیں پھر ایک سرد آواز وہاں گونجی تھی۔
 ”کوئی اپنی جگہ سے حرکت نہ کرے۔“

عمران اور سنجیدگی دو متضاد باتیں ہیں مگر اس وقت یہ دونوں ایک ہی جگہ جمع تھیں وہ بڑی سنجیدگی اور توجہ سے سرسلطان کی باتیں سن رہا تھا۔

وہ کمپیوٹر ایک انتہائی اہم چیز ہے۔ سرسلطان کہہ رہے تھے۔ اسے ہمارے دفاعی حکمہ نے ساہا سال کی کوششوں اور یکتیر سرمایہ کاری کے بعد تیار کیا تھا۔
لیکن:؟ عمران نے کہنا چاہا۔

ابھی بولو نہیں۔ سرسلطان نے ہاتھ اٹھا کر اسے روک دیا۔ ہاں تو میں کہہ رہا تھا کہ وہ کمپیوٹر ہمارے دفاع خاص طور پر فضائی دفاع کے سلسلے کی ایک اہم کڑی ثابت ہوتا وہ ہمارے پیروسی دشمن ملک سے پرواز کرنے والے طیاروں کی رفتار ان کا رخ اور ان میں موجود اسلحہ کی ساخت ہر چیز کے بارے میں قبل از وقت ہی مطلع کرنے کی صلاحیت رکھتا تھا۔

گویا وہ پیروسی ممالک کے طیاروں کا نگراں تھا۔؟

”نم یوں بھی کہہ سکتے ہو۔“ سرسلطان نے کہا۔ محکمہ دفاع کا ارادہ یہ تھا کہ ایسے کمپیوٹر تیار کر کے اپنے سرحدی اڈوں پر نصب کر دیتے جاتیں تاکہ دشمن کی ایک ایک حرکت کا جائزہ لیا جاسکے اور وہ کمپیوٹر بھی ماضی کا اعادہ نہ کر سکے۔

واقعہً، عمران نے سر ہلایا۔ اگر یہ کمپیوٹر کارکردگی میں ایسے ہی ہیں تو انہیں ملک کی تمام سرحدوں کے اہم اڈوں پر نصب ہونا چاہیے۔

ایسے ہی ہیں عمران اس کمپیوٹر کی تیاری میں چھ سال کا عرصہ لگا ہے اور کم از کم دس کروڑ روپے خرچ ہو چکے ہیں۔

”دو... دس... کک... کروڑ۔“ عمران کی آنکھیں حلقوں سے باہر نکل پڑنے کے لئے بے تاب نظر آئے لگیں۔

”ہاں دس کروڑ کو تو اس پر اعتبار نہیں کرے گا۔“

”جج... جی... ہاں...“ عمران نے کہا۔ دس کروڑ کا ایک کمپیوٹر؟

”چھ سال کی عرق ریزی کے بعد سے تیار کیا گیا تھا اس دوران چھ سائنسدان مالک حقیقی سے جا ملے ہیں تین پر تابکاری کے اثرات ہو گئے تھے جس کی وجہ سے وہ طویل عرصے سے ہسپتال میں زیر علاج ہیں۔“

”اس کا مطلب یہ ہوا کہ یہ کمپیوٹر ہر لحاظ سے قیمتی ہے۔؟“

”ہاں اور اسی لئے اس کی طرف سے محکمہ دفاع کو اتنا فکر ہے۔“

”کیا وہ گم ہو گیا ہے۔؟“

”نہیں اس پر طویل سفر اور فاصلے کے تجربات کئے جا رہے تھے ہمارے سائنسدان یہ دیکھنا

چاہتے تھے کہ اس کمپیوٹر کو وہ کتنے فاصلے سے کنٹرول کر سکتے ہیں۔“

میں سمجھا نہیں جناب عالی۔

یوں سمجھو کہ وہ اس کمپیوٹر کو دفاع کے علاوہ حملہ آور ہتھیار بھی بنانا چاہتے تھے اس کے لئے کمپیوٹر میں کچھ اضافے کئے گئے تھے جس کے بعد وہ ایک تباہ کن ہتھیار بن گیا تھا اسی کا تجربہ کر نیکیے لئے اسے افریقی علاقے میں بھیجا گیا تھا۔

اتنا دور۔؟

ہاں اس کی سیاسی وجوہات تھیں۔ سر سلطان نے کہا۔ اگر ہم اس کا تجربہ اپنے علاقے میں کرتے تو پڑوسی ممالک چینے چلانے لگتے کہ ہم نے اٹیم بم بنالیا ہے اور سپر پاورز پھر ہماری اقتصادی ناکر بندی کرنے کی کوشش کرتیں۔

جبکہ وہ خود ہمارے پڑوسی دشمن کو اٹمی طاقت بننے میں مدد دے رہے ہیں۔ عمران نے تلخ لہجے میں کہا۔

ہاں یہی المیہ ہے۔ سر سلطان نے دکھ بھر سے لہجے میں کہا۔ ہماری نا اتفاقیوں نے ہمیں دور دور کی ٹھوکروں میں ڈالا ہوا ہے جب کہ ہمارے پاس دولت سمیت ہر چیز موجود ہے اور ہم اتفاق اور یگانگت کا مظاہرہ کر کے ان سپر پاورز کو اپنے جوتے چاٹنے پر مجبور کر سکتے ہیں۔

ہاں تو آپ کمپیوٹر کے بارے میں بتا رہے تھے۔ عمران نے پھر اصل موضوع پر آئے ہوئے کہا وہ ایسے مواقعوں پر خود بخود سے زیادہ جذباتی ہو جاتا تھا۔

ہاں تو اس کمپیوٹر کو ایک جہاز کے نیچے حصے میں بٹری خفیہ طریقے پر نصب کیا گیا تھا اور اسے افریقی علاقے پر پرواز کر نیکیے لئے روانہ کر دیا تھا پروگرام یہ تھا کہ ہمارے سائنسداں یہاں بیٹھ کر اس کمپیوٹر کو کنٹرول کرتے اور کمپیوٹر وہاں فضا میں موجود مصنوعی سیارہ کو کنٹرول کرتا اور یہاں سے جب اسے فائر کا حکم ملتا تو وہ مصنوعی سیارے کو حرکت میں لے آتا اور اس سیارے میں سے

لیزر شعاعوں کی باٹھ اسی مخصوص جگہ پر ٹی جہاں کے لئے کمپیوٹر سے سیٹ کرتا مگر افسوس... ”سر سلطان نے ایک ٹھنڈی سانس بھری اور قاموش ہو گئے۔

”مگر کیا؟ عمان نے چونک کر پوچھا۔
ہمارے اس جہاز کو تباہ کر دیا گیا۔

کس نے تباہ کیا ہے۔؟

یہ معلوم نہیں ہو سکا جیسے ہی وہ بلر زل کے علاقے کے جنگلاتی حصے میں پہنچا کسی جانب سے ایک راکٹ آیا اور اس نے جہاز کو تباہ کر دیا۔“

ابھی آپ کہہ چکے ہیں کہ کمپیوٹر میں اس قسم کی صلاحیتیں تھیں کہ وہ دور دراز سے پرواز کر نیوالے طیارے اور ان میں موجود اسلحہ کے بارے میں خبر دے سکتا ہے۔
ہاں یہ صلاحیت اس میں تھی۔

”پھر اس نے اس راکٹ اڈے کی خبر کیوں نہ دی جہاں سے پرواز کرنے والے ایک راکٹ نے جہاز کو تباہ کر دیا۔؟

ساتھ ساتھ دوسرے انتظامات میں لگے ہوئے تھے اور ان کے سان و گمان میں بھی نہیں تھا کہ وہاں کوئی فوجی اڈا ہو گا اس لئے جس وقت کمپیوٹر نے اس اڈے کی نشاندہی کی اس وقت دیر ہو چکی تھی اور اڈے سے راکٹ چل چکا تھا مگر پھر بھی کمپیوٹر نے اتنا کیا کہ اس نے مخصوص لہریں نشر کر کے راکٹ کا رخ موڑ دیا اور وہ جہاز کو مکمل تباہ نہیں کر سکا صرف ایک سپر اور انجن کو نقصان پہنچا۔“

گویا طیارہ راکٹ سے تباہ نہیں ہوا۔؟

”ہاں اور وہ بعد میں خود ہی ایک جگہ گر پڑا۔“

کیا اس میں مسافر سوار نہیں تھے۔؟

مسافر تھے مگر وہ جو برازیل سے پہلے ہی اترنے والے تھے اس لئے برازیل سے پہلے ایئر پورٹ سے چلتے وقت طیارہ خالی تھا اور اسے برازیل سے مسافر اٹھانے تھے اور اسی دوران تجربہ مکمل ہو جانا تھا۔

طیارہ ایئر پورٹ پر نہیں اتر سکتا تھا کیا؟
نہیں انجن کی تباہی کے بعد پائلٹ نے کمپیوٹر کو جس میں پیراشوٹ وغیرہ موجود تھے برازیل کے علاقے میں ایک جگہ گرا دیا تھا۔
کیوں؟

”اس لئے کہ اسے ہدایت یہی تھی کہ ایسے کسی موقع پر وہ جہاں بھی ہو کمپیوٹر کو جہاز سے گرا دے اور اس جگہ کو ذہن نشین کر لے اور ہیڈ کو اسے اطلاع دے۔“
”ہونہ۔“ عمران نے سر ہلا دیا۔

پائلٹ کے پیغام کے مطابق جہاز ایئر پورٹ تک نہیں پہنچ سکتا تھا اس لئے پائلٹ نے طیارہ کم بلندی پر لا کر کمپیوٹر گرا دیا تھا مگر کمپیوٹر گرانے کے بعد چند منٹ بعد جہاز خود بخود دھڑ گیا اور یہاں سے اس کا رابطہ ختم ہو گیا۔

”تو کیا اتنے دور دراز کے فاصلے سے بھی پائلٹ سے رابطہ قائم تھا۔“؟
”ہاں اس جہاز میں کچھ تبدیلیاں کی گئی تھیں جس کے بعد اس میں اتنی دور سے رابطہ قائم رکھنا کوئی مشکل نہ رہ گیا تھا۔“

”بہت سے سوال ہیں۔“ عمران نے کہا۔ ”ایسا تو نہیں ہے کہ خود برازیل کی حکومت نے اس طیارہ کو گرا لیا ہو۔“

”نہیں ایسا تو تب ہی ممکن تھا جبکہ انہیں کمپیوٹر کے بارے میں علم ہوتا۔“

تو کیا وہ تجربہ برادری کی حکومت کے علم میں لاتے بغیر کیا جانا تھا؟

ہاں۔۔ سر سلطان نے جواب دیا۔

مگر۔؟ عمران نے کہا۔ برادری کی حکومت اس سے بے خبر کیسے رہ سکتی تھی؟

طیارہ اپنے راستے سے کچھ ہٹ کر تجربہ کرتا اور صحیح راہ پر آکر اڑے پرتا جاتا اس طرح

کسی کو علم نہ ہو پتا نہ کہ وہ سب کس نے کیا ہے۔

طیارہ کی تباہی کے بعد اسے تلاش کرنے والی پارٹیاں روانہ ہوتی ہوں گی۔؟

ہاں دو پارٹیاں بلازہ ٹی حکومت نے روانہ کی تھیں۔

طیارہ کا ڈھانچہ ملنے اور اس کا معائنہ ہونے کے بعد ان سب چیزوں کا انکشاف ہو جائے

پھر ہماری حکومت کیا جواب دیتی۔؟

نہیں۔۔ سر سلطان نے کہا۔ کمپیوٹر کے جہاز سے جدا ہو جانے کے بعد کوئی ایسی چیز طیارے میں

نہیں رہتی جس سے اس کے غیر معمولی ہونے کا پتہ چلتا۔

اور ان آلات کا کیا بنتا جو رابطے کیلئے لگاتے گتے تھے۔؟ عمران نے پوچھا۔ اور کمپیوٹر کو

گرنے والا میکنیزم بھی ان کو چوڑا دیتا۔

وہ سب ایسی چیزیں تھیں کہ جہاز کی تباہی کے بعد ہی خود بخود ختم ہو گئی ہوں گی اور اگر کسی

کو مل بھی جائیں تو وہ اسے طیارے کے عام سسٹم کی طرح سمجھتا۔

فرض کیجئے تحقیقاتی پارٹی ان چیزوں کو دریافت کر لیتی پھر۔؟

ایسے کاموں میں کچھ نہ کچھ تو رسک لینا ہی پڑتا ہے۔ سر سلطان نے بنجیدگی سے کہا۔ ویسے اب

اس قسم کا خطرہ باقی نہیں رہا۔

وہ کیوں۔؟

طیارہ دریا سے ایمیزون کے ڈیلٹا کے علاقے میں کہیں گرا ہے۔

وہ تو بے حد دشوار گزار اور خطرناک علاقہ ہے۔

ہاں اور وہاں آدم خور انسانوں اور خطرناک درندوں اور گوشت خور درختوں کی اتنی کثرت

ہے کہ کوئی تحقیقاتی جماعت اس جگہ جانیکے لئے تیار نہیں ہوتی اور واپس آگیتیں۔

اب آپ کیا چاہتے ہیں۔

محکمہ دفاع ہر قیمت پر اس کمپیوٹر کی واپسی چاہتا ہے۔

کیا وہ گرنے کے بعد تباہ نہیں ہوا ہوگا۔

نہیں پلیر شوٹ نے اسے محفوظ طریقے سے کسی جگہ اتار دیا ہوگا۔

اگر وہ کسی دریا یا تالاب میں گرا ہو تو۔

وہ واٹر پروف غلاف میں تھا۔ سر سلطان نے بتایا۔ اسے جس قسم کے غلاف میں پیک کیا گیا

تھا وہ واٹر پروف بھی تھا اور ٹرانسپیرینٹ بھی اس غلاف کی موجودگی سے کمپیوٹر کی کارکردگی پر کوئی اثر

نہیں پڑتا البتہ وہ غلاف اسے یرون اشارت سے محفوظ رکھتا اس لئے اگر وہ پانی میں بھی گرا ہو تو اسے نقصان

نہیں پہنچا ہوگا۔

اگر وہ نہیں ملے تو اس سے کیا ذوق پڑیگا۔

کمپیوٹر دوسرا تیار ہو جائے گا تو اس کی نہیں ہے۔

پھر کیا بات ہے۔

ہماری حکومت نہیں چاہتی کہ وہ کسی اور کے ہاتھ لگے اور وہ ہماری دفاعی صلاحیتوں سے

آگاہ ہو اور اس کا ٹوڑ دیا فنت کر لے۔

جب وہ اتنے دشوار گزار علاقے میں گرا ہے تو ہم اسے کیسے تلاش کر سکتے ہیں۔

نے کہا۔ اور ویسے بھی دریائے ایمیزون کے ڈیلٹا کا علاقہ کوئی چھوٹا موٹا علاقہ نہیں ہے۔

حکمہ دفاع یہ سب شننے کے لئے تیار نہیں ہے۔

گویا ہمیں بھوسے کے ڈھیر سے سوتی تلاش کرنی ہے۔؟

یہ ہی سمجھ لو۔

مگر یہ کیسے پتہ چلے گا کہ کمپیوٹر کہاں گوا ہے۔ « عمران نے پوچھا۔ کیونکہ کمپیوٹر کو گرائے کے

کافی دیر بعد طیارہ تباہ ہوا ہے نا۔؟

ہاں۔ « سر سلطان نے کہا۔ اس طیارے میں پورا عملہ یہاں تک کہ اتیر ہو سٹس تک فوجی

تھیں اور وہ ہی طیارہ لیکر روانہ ہوتے تھے۔

آپ کیا سمجھانا چاہتے ہیں۔؟

یہ کہ پائلٹ نے فوراً ہی نقشے میں اس جگہ کی باسکل صمیع نشاندہی کر دی تھی کہ اس نے کمپیوٹر

کہاں گرایا ہے۔

اور ہو۔ « عمران کے منہ سے نکلا۔

حکمہ دفاع نے وہ نقشہ ہمیں فراہم کیا ہے۔

اور ساتھ ہی یہ بھی کہا ہے کہ ہم اس کا پتہ لگائیں۔؟ عمران نے پوچھا۔

ہاں وہ چاہتے ہیں کہ فوری طور پر ایکسٹرواس معاملے کو اپنے ہاتھ میں لے اور کارروائی

شروع کر دے۔

لیکن ہم وہاں کس حیثیت سے جائیں گے۔

وہاں جانے سے پہلے وہ سرے سے مسئلے بھی ہیں۔

وہ کیا۔؟

خیال ہے کہ روسی اور امریکی حکومتیں ہمارے اس تجربے سے آگاہ تھیں۔

کیسے تہہ چلا ہے؟

کچھ شواہد ملے ہیں مگر محکمہ دفاع نے اس کی وضاحت نہیں کی ہے۔ سر سلطان نے کہا اسی لئے یہ باہر کیا جاتا ہے کہ دوسرے ملکوں کے ایجنٹ بھی بائزیل پیچنے والے ہوں گے تاکہ اس کمپیوٹر کو حاصل کر کے اپنے ملک لے جاسکیں۔

کیا وہ کمپیوٹر کی بابت جانتے ہیں؟

نہیں البتہ انھوں نے اگر جہاز پر نظر رکھی ہوگی تو وہ نشر یہ ضرور سنا ہوگا جس میں پائلٹ نے کمپیوٹر گرنے کی اطلاع دی تھی اور جگہ کی نشاندہی کی تھی۔

کیا وہ کوڈ ورڈز میں نہیں تھا۔؟

کوڈز میں تھا مگر پائلٹ نے جلدی میں عام فیری کوئی پرلے ہمارے جانب نشر کر دیا تھا اس لئے خیال ہے کہ دوسروں نے بھی اسے سنا ہوگا۔

اسے سنا ہوا نہیں یکن سوچیں یہ ہے کہ اگر وہ اس بات سے آگاہ تھے کہ ہمارا ملک کسی قسم کا

تجربہ کر رہا ہے تو انھوں نے ایک ایک چیز پر نظر رکھی ہوگی اور وہ طیارہ کی اڑان اور اس کے مقاصد سے بخوبی آگاہ ہوں گے یہی وجہ ہے کہ بائزیل میں اسے گرنے کی کوشش کی گئی تھی۔

مکن ہے ایسی ہی بات رہی ہو۔؟

میرے یقین اسی پر ہے۔ عمران نے کہا۔ ورنہ وہ ایک مسافر بردار طیارہ سے پیراکٹ کیوں

مارتے ظاہر ہے ان کو اس طیارے کے اصل مقصد سے آگاہ ہی تھی اسی لئے انھوں نے اسے گرنے کی کوشش کی تھی اور کسی حد تک کامیاب رہے تھے۔

تم یہ کہنا چاہتے ہو کہ وہ کمپیوٹر اب دشمن کے قبضے میں ہوگا۔؟ سر سلطان نے عمران کو

گھورتے ہوئے کہا۔

کوئی بات یقین سے نہیں کہی جاسکتی۔ عمران نے کہا۔ ممکن ہے دشمن کمپیوٹر حاصل کر چکا ہو اور ممکن ہے وہ ابھی تک بٹھک رہا ہو۔

پھر تم کب جا رہے ہو۔؟

اس کے لئے مجھے سوچنا پڑے گا۔؟

اس میں سوچنے کی کیا بات ہے۔؟

بہت سی باتیں ہیں پہلی یہ کہ ہم بے زرلی کس حیثیت سے جاتیں گے دوسری بات یہ کہ آیا ہمیں

جنگلات کی طرف سفر کرنے کی اجازت ملے گی یا نہیں۔؟

کیوں۔؟ سر سلطان نے پوچھا۔ اجازت کیوں نہیں ملے گی۔ جبکہ آتے دن شکاری پارٹیاں

وہاں جاتی رہتی ہیں۔۔

اگر طیارہ گرنے میں بے زرلی حکومت کا تعاون حاصل ہے تو یہ بات بھی یقینی ہے کہ بے زرلی

حکومت کسی کو اس سمت سفر کی اجازت نہیں دے گی جس طرف کمپیوٹر کے گرنے کا شبہ ہوگا۔

ہونہ۔۔ سر سلطان نے سر ہلادیا۔

اور جنگلات میں فوجی اڈے کی موجودگی اس بات کی جانب اشارہ کرتی ہے کہ وہاں جو

کچھ ہو رہا ہے وہ بے زرلی حکومت کے تعاون سے ہو رہا ہے۔۔

کیا ایکسٹوکے لئے یہ سب باتیں رکاوٹ بن سکتی ہیں۔؟ سر سلطان نے عمران کو گھورتے

ہوئے پوچھا۔

ایکسٹو بھی انسان ہے اور اسے بھی دوسرے مالک کے قوانین کا احترام کرنا پڑتا ہے۔

عمران نے کہا۔ ورنہ وہ بھی دوسرے مجرموں کی طرح کسی غیر ملکی جیل میں سڑتا ہوا نظر آتا کامیابی سے

ملک کی خدمت کرتا ہوا نہیں۔

کیا میں اسے انکار سمجھوں؟

انکار کا کیا سوال ہے؟ عمران نے کہا۔ مگر مجھے ساری ہی جنریات پر غور کرنا پڑے گا پھر وہاں کے ماحول کے اعتبار سے تیاری بھی کرنا ہے۔

میں آگے کیا جواب دوں؟

وہ ہمیں کتنا وقت دے رہے ہیں؟ عمران نے سر سلطان کا سوال نظر انداز کر کے

پوچھا۔

کوئی وقت نہیں۔ سر سلطان نے کہا۔ وہ چاہتے ہیں کہ جلد از جلد یہ کام ہو جائے۔

پھر بھی وقت کا تعین ہونا چاہیے۔

ایسی کوئی ہدایت نہیں ملی۔

اس واقعے کو کتنے دن گزر گئے ہیں؟

عمران نے پوچھا۔

تقریباً چھ دن۔

یہ اتنا وقت ہے کہ دوسرے مالک کے ایجنٹ وہاں پہنچ سکتے ہیں۔ عمران نے کہا۔ مگر اتنا

وقت کیسے گزر گیا؟

پہلے انھوں نے اپنے طور پر کوشش کی تھی مگر ان کے وہ دونوں آدمی قتل کر دیئے گئے جو کمپیوٹر

کی تلاش میں بھیجے گئے تھے اس کے بعد ہی ایکسٹرو کو کیس دینے کے احکامات ملے ہیں۔

ہو نہ ہو۔ عمران نے کہا۔ میں دیکھوں گا کہ کیا کر سکتا ہوں۔

تمہیں یہاں سے برازیل تک ہر ممکن مدد دینے کا حکم ملا ہے۔ سر سلطان نے کہا۔ برازیل

سے لاتے ہیں ہمارا ایک اٹو ہے وہاں سے جی تم کو سہولتیں مل سکتی ہیں۔

میں سوچنے کے بعد ہی کچھ کہہ سکوں گا۔ عمران نے کہا اور سیر سلطان سر ہلا کر

رہ گئے۔



”بیرزین تک جانا کوئی مشکل نہیں ہوگا جناب۔“ بلیک زیرو عمران سے کہہ رہا تھا۔ مگر اصل مسئلہ یہ ہے کہ وہاں سے آگے کیسے جایا جائے گا۔“

”میں بھی اسی پر غور کر رہا ہوں۔“ عمران نے کہا۔ مجھے سب سے زیادہ وہ راکٹ اڈہ کھٹک رہا ہے جہاں سے ہمارے طیارے پر راکٹ پھینکا گیا تھا۔“

”اس کی موجودگی کا مطلب یہ ہے کہ وہاں کسی حکومت کے فوجی اڈے موجود ہیں۔“ بلیک زیرو نے کہا۔ اور وہ جس حکومت کے اڈے ہیں وہ اس بات سے آگاہ ہے کہ اس طیارے میں کیا چیز تھی۔“ یہ بات تو یقینی ہے کالے صفر۔“ عمران نے کہا۔ ورنہ وہاں سے درجنوں طیارے گزرتے ہیں پہلے کبھی کسی طیارے کو نشانہ کیوں نہیں بنایا گیا۔؟

”اس کے علاوہ ایک بات یہ بھی ہے جناب کہ طیارہ تباہ ہوتے چھ دن ہو چکے ہیں کیا اس دوران وہاں راکٹ اڈے پر موجود لوگوں نے کمپیوٹر کو تلاش کرنے کی کوشش نہیں کی ہوگی۔؟

یقیناً کی ہوگی۔ ”عمران نے کہا۔ ان لوگوں کو ہم پر سبقت حاصل ہے کہ وہ وہاں موجود ہیں۔
اور وہاں کے ماحول سے آگاہ ہیں راستوں سے واقف ہیں اور عین ممکن ہے اس جگہ سے قریب ہوں
جہاں کمپیوٹر گرایا گیا ہے۔“

”پھر جناب۔؟ بلیک زیرو نے پوچھا۔
”جانا ہر حال میں ہوگا۔“ عمران نے کہا۔ ”یہ ملکی سلامتی کا مسئلہ ہے۔“
”پھر تیاریاں کی جائیں۔؟“

”ہاں تمام ضروری تیاریاں کرنی شروع کر دو۔“

”ہمیں کس قسم کی چیزیں لے جانی ہوں گی۔؟“

”ہتھیار ہم نہیں لے جاسکتے بلیک زیرو۔“

”کیوں جناب۔؟ بلیک زیرو نے پوچھا۔ کیا شکار کے لئے جانے والی پارٹیاں اپنے ساتھ

ہتھیار نہیں لے جاتیں۔؟“

”یہاں ہتھیاروں سے مراد اسٹین گنیں تھیں۔“ عمران نے کہا۔ وہاں ہلکی راتفلیں زیادہ کام

شاید نہ دے سکیں۔“

”ہم لوگ ریو اور در راتفلیں لے چلتے ہیں جناب۔“ بلیک زیرو نے کہا۔ ”رہا سوال اسٹین

گنوں وغیرہ کا تو وہ کوشش کر کے وہاں سے حاصل کر لیں گے۔“

”یہی کرنا پڑیگا۔“

”پھر میں تمام ممبروں کو آگاہ کر دوں جناب۔؟ بلیک زیرو نے پوچھا۔

”ہاں ان کو سامان کے بارے میں بھی بتا دینا کہ کیا لے جانا ہے اور کیا نہیں۔“

”آپ مجھے نوٹ کرادیں جناب کہ کیا کچھ لے جانا ہوگا۔؟“

تمہیں یاد ہے اس سے پہلے ہم نے ڈارک آئی لینڈ کا سفر کیا تھا۔؟

جی ہاں جناب اور وہاں تقریباً سے مقابلہ ہوا تھا۔

بس اسی قسم کا سامان ساتھ لے جانا ہوگا۔ عمران نے کہا۔ برازیل کے علاقے میں بھی ہمارا

سابقہ کوم خودوں سے پٹریگا۔

وہاں دلدرلی علاقے بھی ہیں جناب۔

انہی چیزوں کو مد نظر رکھ کر تیاریاں کر ڈالو۔ عمران نے کہہ کر مزید معلومات کے لئے تم

انسائیکلو پیڈیا سے مدد لے سکتے ہو۔

بہتر جناب۔

وہاں کے نقشے بھی ضروری ہوں گے۔

ٹھیک ہے جناب۔ بلیک ریور نے کہا۔ کیا ہم اپنے وہاں کے ایجنٹ کو اس مہم کے بارے

میں آگاہ کر دیں۔؟

یہ کام میں خود کروں گا۔ عمران نے کہا اور اٹھ گیا وہ آپریشن روم میں آیا تھا یہاں اس نے

ایک طویل فاصلے کی کال بک کرائی تھی جانے کیوں اس نے ٹرانسمیٹر پر بات کرنے سے اعتراض کیا تھا۔

پھر اس نے فون پر فلیٹ کے نمبر پر آئل کتنے تھے۔

ہالوسیلیمان ایم پی ڈی اسپیکنگ۔

ابے یہ ایم پی ڈی کیا ہوتا ہے۔؟ عمران غرایا۔

بس ہوتا ہے جناب آپ کہاں غایت ہیں۔

کیوں کیا ہوا۔؟

ملاحظہ کیجئے۔ آئرن ماسک، ڈارک آئی لینڈ، بلیک ٹاٹ، بلیک وومن۔ مصنف ایس قریشی

”میں چٹھی چاہتا ہوں جناب۔“

”اے ابھی تیری عمر ہی کیا ہے جو چٹھی مانگ رہا ہے۔؟
میں ہالی ڈسے کی بات کر رہا ہوں جناب دستہ ڈسے کی نہیں۔“
”سیمان۔؟ عمران نے کہا۔“

”جی صاحب۔“
”اے تو کسی کالج میں انگریزی کا سیکچر کیوں نہیں بن جاتا۔؟
”میں اب یہی کروں گا جناب۔“

”دیکھ جوزف ہے۔“
”وہ کالیانٹا غفیل ہوا پڑا ہے۔“
”بلا اسے جلدی۔“

”ابھی بوسا صاحب۔“ سیمان کی آواز آتی پھر ایسی آواز ابھری جیسے ”سیوریمینز پر رکھا گیا ہو چند
منٹ خاموشی رہی پھر جوزف کی آواز آئی۔
”یس باس۔“ اس کی آواز نشے سے بو جھل تھی۔

”تیرا بلاوا آگیا ہے جوزف۔“ عمران نے بھراتے ہوئے لہجے میں کہا۔
”کہاں سے باس۔؟ جوزف نے پوچھا تھا لہجہ ایسا تھا جیسے وہ بات سمجھانہ ہو۔“
”سرکٹروں کی رو میں تجھے بلا رہی ہیں۔“

”ہولی فادر۔“ جوزف کی خوفزدہ آواز آئی۔ مذاق مت کرو باس۔“
”میں صحیح کہہ رہا ہوں پیارے۔“ عمران نے رو دینے والے لہجے میں کہا۔ سرکٹروں کی رو تو
کابلادابلازیل سے آیا ہے۔“

۔ نن... نہیں بب... باس... ایسا مت کہو۔
 ۔ مجبوری جوزف پیار سے تجھے ادھر جانا ہی پڑے گا۔
 ۔ مم... میں مرجاؤں گا باس۔ جوزف کا ہوجہ کانپ رہا تھا۔
 ۔ نہیں بے تجھے زندہ رہنا ہوگا۔ عمران غرایا۔ سرکنڈوں کی روحیں تجھے کھانچے لے
 نہیں بلارہیں۔

۔ بب... باس۔ جوزف نے کائناتی ہوئی آواز میں کہا۔ سرکنڈوں کی روحوں کے بلاؤ سے
 کام طلب ہی ہوتا کہ جیسے بلایا جا رہا ہے اس کے دن ختم ہو گئے ہیں۔
 کسی سے ادھار لے لیجیو۔

۔ بب... باس مذاق مت کرو۔ ہولی فادرمان میں رکھے۔
 ۔ تو فوراً چلنے کی تیاری کر ڈال۔
 ۔ کک... کہاں باس۔؟

۔ جہاں سے سرکنڈوں کی روحوں نے تجھے پکارا ہے۔
 ۔ باس مرجاؤں گا مذاق مت کرو۔
 ۔ مگر تو بھی سرکنڈوں کی روحوں میں شامل ہو جائے گا۔ عمران نے کہا اور میں چین کی
 ہنسی بجاؤں گا۔

۔ بب ہنسی بھی سرکنڈے کی ہوتی ہے باس... کک کوئی اور بات کریں۔
 ۔ اور کوئی بات ہی ہے کہ چوبیس گھنٹے میں تجھے برازیل جانا ہے۔
 ۔ مرجاؤں گا باس۔

۔ اے مریوں رہا ہے میں بھی تیرے ساتھ ہوں گا۔

۔ سچ کہہ رہے ہو باس۔؟ جوزف کی آواز میں شک و شبہ تھا۔

۔ ہاں اور ٹیم کے دوسرے ممبر بھی ہوں گے۔۔

۔ بب... باس... مس... مسی بھی جائیں گی۔۔ جوزف نے پوچھا اس کا اشارہ جوہا

کی جانب تھا۔

۔ ہاں وہ بھی جاتے گی۔ یوں کیا مطلب ہے تیرا۔؟

۔ بب... باس اب میں سمجھا۔۔ جوزف کی آواز آئی۔ آپ مجھے اٹو بنانا ہے تھے۔۔

۔ جوزف کے بچے تو اٹو نہیں ہو سکتا۔۔ عمران نے دانت پیستے ہوئے کہا۔

۔ مجھے معلوم ہے باس۔۔ جوزف نے بڑے اطمینان سے کہا۔

۔ کیا معلوم ہے۔؟

۔ یہی باس کہ آپ بزرگی کسی نئی مہم پر جا رہے ہیں۔۔

۔ بس پھر اسی قسم کی تیاری کر ڈال۔۔ عمران نے کہا۔

۔ بب باس وہاں بہت خطرناک جانور ملیں گے۔۔

۔ تو بھی کم خطرناک نہیں ہے۔۔

۔ آدم خور بھی رہتے ہیں باس وہاں پر۔۔

۔ میں تجھے ان کا دیوتا بنادوں گا۔۔ عمران نے کہا اور یہ کہتے وقت وہ اس بات سے بے خبر تھا

کہ اس کے منہ سے مذاق میں نکلنے والے یہ الفاظ ایک دن حقیقت بن جائیں گے اور انہیں اپنی جانیں

بچانیکے لئے جوزف کو دیوتا کے روپ میں پیش کرنا پڑے گا۔۔

۔ ہولی فادر۔۔ جوزف کی آواز آئی۔ میں کب تک تیار ہو جاؤں باس۔؟

۔ جب سرکٹروں کی روحوں کا پیغام بر تیرے پاس پہنچ جائے۔۔

۔ شیطان کا نامت لو باس۔

۔ ایسے پیغامبر شیطان ہوتا ہے۔؟

۔ یس باس۔ سرکٹوں کی روحوں کا پیغامبر لانے والا شیطان ہی ہوتا ہے وہاں قبیلے کے

سارے لوگ اس سے ڈرتے ہیں اور عورتیں اور بچے تو اس کے سامنے بھی نہیں آتے۔

۔ تو گویا تو مجھے شیطان بنا رہا ہے۔

۔ نن... نہیں باس... مم میں نے یہ کب کہا ہے۔؟ جوزف کی خوفزدہ آواز آئی۔

۔ ابے اب جھوٹ بھی بولے گا۔

۔ نہیں باس بتائیں میں نے کب یہ سب کچھ کہا ہے۔؟

۔ ابھی تو پیغامبر کو کیا کہہ رہا تھا۔؟

۔ وہ تو پیغامبر کو کہا ہے نا باس۔

۔ اور پیغام کون سیکر آیا ہے۔؟

۔ مم... مجھے کیا معلوم۔

۔ تجھے فون کون کر رہا ہے۔؟

۔ آپ باس۔

۔ تو پھر پیغامبر بھی تو میں ہی ہونا۔؟

۔ مائی گاڈ۔ جوزف کی آواز آئی۔ مم... میں تیار ہوتا ہوں باس۔

۔ ٹھہر تو سہی اگر بتاتا ہوں۔ عمران نے کہا اور رابطہ منقطع کر دیا اس لمحے ہزاریل سے اسے کال

ملنے کی اطلاع ملی اس نے آپریشن سے ریسپورٹ لے لیا دس بارہ منٹ تک اس نے ہزاریل میں اپنے

ایجنٹ سے بات کی تھی پھر رابطہ منقطع کر کے طاہر کے پاس پہنچ گیا۔ وہ بھی فون رکھ کر اٹھا ہی تھا کہ

عمران کو دیکھ کر دوبارہ ہلچل گیا۔

”انتظامات شروع ہو گئے ہیں جناب۔“ بلیک زیرو نے کہا۔ میں نے سامان کی فہرست بنا کر دیدی ہے شام تک سب سامان پیک ہو جائے گا۔“

”گڈ۔“ عمران نے کہا۔ میں لیپورٹیری میں جا رہا ہوں کوئی کال آتے تو ادھر ہی منتقل کر دینا۔“

”بہتر جناب۔“ بلیک زیرو نے کہا۔ لیکن آپ وہاں کیا کریں گے۔؟

”سوتلے لوہا ہوں اس بارٹیم کے ممبروں کو کچھ تحفے پیش کروں۔“

”کیسے تحفے۔؟“

”سر ہونٹس نے اور منہ توڑنے والے۔“

”بتانا نہیں چاہتے جناب۔“

”اور کس طرح بتاؤں۔۔۔“ عمران نے کہا۔ جو یا میری طرف بڑے پیار بھرے انداز میں دیکھتی

ہے سوتلے لوہا ہوں اس کے لئے کانوں کے رنگ بنا لوں۔“

”کیا میں صبح سن رہا ہوں جناب۔“ بلیک زیرو نے حیرت سے بلیکس جھپکاتے ہوئے پوچھا

”یامیرے کان کچھ رہے ہیں۔؟“

”کیوں۔؟“ عمران منہ ٹیڑھا کرتے ہوئے بولا۔ میں جو یا کو کوئی تحفہ نہیں دے سکتا کیا۔؟

”دے سکتے ہیں جناب۔“ بلیک زیرو نے جلدی سے کہا۔

”اور اپنے رقیب روسفید کو بدبوؤں کا تحفہ دوں گا۔“

”پتہ نہیں آپ کیا کہہ رہے ہیں۔؟“ بلیک زیرو کچھ نہ سمجھنے والے لہجے میں بولا۔

”جلد سمجھ جاؤ گے۔“ عمران نے کہا اور کمرے سے نکل آیا۔ پھر وہ سارا دن اس نے لیپورٹیری

میں لگایا تھا اس کے ساتھ دو ساتنڈراں اور تھیں۔ رات گئے جب وہ لیپورٹیری سے باہر آیا

تو اس کے ہاتھ میں کئی چیزیں تھیں بلیک زیرو نے ان کو دیکھا اور ہنس پڑا۔

”کیوں؟“ عمران نے اسے گھورا۔ ”تم ہنسے کیوں؟“

”کیا ہنسنے پر بھی پابندی ہے جناب۔“

”بالکل ہے۔“ عمران غرایا۔

”آئندہ احتیاط کروں گا۔“

”تم اس وقت ان تحفوں کو دیکھ کر ہنسے تھے۔“ عمران غرایا۔

”یہ تحفے ہیں۔“ بلیک زیرو نے عمران کے ہاتھ سے سگاروں کا بکس لیتے ہوئے کہا پھر ابکائی

”لیتے ہوئے اسے دوبارہ عمران کے حوالے کرتے ہوئے کہا۔ کتنی بدبو ہے اس میں تنویر کھجاتے گا آپ کو جناب۔“

”بدبو بھی ہو جاتے گی اسے۔“

”آپ روانگی کی تاریخ بتا دیں تاکہ جہاز میں شین بک کرواوں۔“

”ابھی راستہ کا تعین ہو گیا ہے۔“

”یعنی؟“

”یہ کہ ہم کس راہ سے بلزبیل اور وہاں سے اپنی منزل تک پہنچیں گے۔“

”یہ سلسلہ لمبا لگتا ہے جناب۔“ بلیک زیرو نے کہا اس دوران یہاں میں بھی معاملات کو کس

طرح ڈیل کروں کیونکہ ساری ٹیم آپ کے ساتھ جا رہی ہے۔“

”تم بھی ساتھ چلو گے۔“

”میں بھی۔“ بلیک زیرو نے حیرت سے پوچھا۔

”ہاں تم بھی میں چاہتا ہوں کہ ہم دو... پارٹیاں بکر چلیں۔“ عمران نے کہا۔ اس طرح کامیابی

جلد نصیب ہو سکتی ہے۔

آپ کو یقین ہے کہ وہاں غیر ملکی ایجنٹوں سے ٹکراؤ ضروری ہے۔؟
 ہاں اور یہ امید بھی ہے کہ کچھ ایجنٹ اب تک وہاں پہنچ چکے ہوں گے۔
 اس بارے میں میں آپ سے متفق ہوں جناب۔ بلیک زیرو نے کہا۔ چھ دن کی مہلت کم
 نہیں ہوتی۔

میں وہاں پہنچ کر ہی حالات کا صحیح اندازہ ہوگا اور اس کے بعد ہی ہم اپنے لئے راہ عمل
 ترتیب دے سکیں گے۔

یہاں سے ہمیں سیدھا برزیل جانا ہوگا۔؟

ہاں پہلی منزل وہی ہے۔ عمران نے کہا۔ وہاں سے ہم جنگلاتی علاقے کے قریب ترین
 شہر سیرا ڈونیو یو تک جیپ سے جائیں گے۔
 ہمیں تو چونچکا جانا ہے نا۔؟

ہاں سیرا ڈونیو یو پہنچ کر دیکھیں گے کہ حالات کیا ہیں اس کے بعد ہی آگے کے لئے راہ کا
 تعین کریں گے۔

آپ وہاں کیا دیکھنا چاہتے ہیں۔؟

کئی باتیں ہیں۔ عمران نے کہا۔ اول یہ دیکھنا ہے کہ ہم سے پہلے وہاں کون کون پہنچا ہے۔

دوسرے جہاں کمپیوٹر گرایا گیا ہے وہ علاقہ کیسا ہے۔؟

ظاہر ہے جنگلاتی علاقہ ہوگا جناب۔ بلیک زیرو نے کہا۔

دلہلی بھی ہو سکتا ہے اور پہاڑی بھی۔

اس سے کیا فرق پڑے گا جناب۔ بلیک زیرو نے کہا۔ ہم ہر قسم کا تیاری کر کے چل رہے

میں اور کیسے ہی حالات درپیش ہوں ان سے نمٹ سکتے ہیں۔

”بہر حال اصل راہ کا تعین وہاں پہنچ کر ہی ہوگا میں نے ایجنٹ سے بات کی ہے اور اس سے کچھ معلومات حاصل کر نیچے لیتے کہا ہے۔“ عمران نے بتایا۔ جب تک ہم برازیل پہنچیں گے وہ معلومات حاصل کر چکا ہوگا۔

کس قسم کی معلومات۔؟

”یہی کہ وہاں لڑکیاں اگاتے جانے کے مواقع کتنے ہیں۔“ عمران نے جواب دیا اور اگر جو یا کو بویا جاتے تو جو یا تین آگیاں گی یا آدم خور نیاں۔؟

اب آپ غیر منجیدہ ہو گئے ہیں۔

تمہارے احمقانہ سوال آدمی کو پاگل بھی بنا سکتے ہیں۔

”بہر حال روانگی کی تاریخ بتا دیں تاکہ جہاز میں سیٹیں بک کر آئی جاسکیں۔“

بلیک زیرو نے کہا اور عمران اس کو روانگی کی تاریخ سے آگاہ کر لے لگا تیسرے دن وہ جہاز میں سوار ہو گئے تھے۔

ان سب کے ساتھ ایک ایک شولڈر بیگ بھی تھا بقیہ سامان جہاز میں بار کر دیا گیا تھا۔ عمران نے بعض چیزوں کے لئے اپنے اشور سوخ سے بھی کام چلایا تھا اور کسٹم ہوتے بغیر ان کا سامان جہاز میں پہنچ گیا تھا۔

اول سے امید تھی کہ برازیل ایئر پورٹ پر بھی ایجنٹ نے ایسا ہی انتظام کر دیا ہوگا کہ وہ بغیر تلاشی کے ایئر پورٹ سے نکل سکیں۔

جہاز کی روانگی کے بعد اسے اطمینان تھا کہ جب تک وہ برازیل نہیں پہنچ جاتے سکون رہے گا اسی لئے وہ جو یا سے الجھ رہا تھا اس کے ساتھ احمقانہ انداز گفتگو اختیار کر رکھا تھا۔

مگر اس کی توقع کے خلاف بڑی سیلے سے پہلے موت نے ان پر سایہ ڈال دیا تھا۔
 وہ تینوں میک اپ شدہ چہرہ والے آدمی جہاز کو ہائی جیک کر رہے تھے۔ ہم شروع
 ہونے سے پہلے ہی موت کا سایہ ان پر پڑنے لگا تھا۔



یہ آواز نہیں ہم کا دھماکا تھا جو ان لوگوں کی سماعت پر گر ا تھا۔

کسی نے بھی حرکت کی تو وہ اپنی اور دوسرے مسافروں کی موت کا ذمے دار ہوگا۔ ” ڈارٹی والے کی سرد اور خوفناک آواز پھر گونجی اور جہاز میں موت کا سناٹا پھیل گیا۔ ہر ایک سٹی پٹی آنکھوں سے ڈارٹی والے کو گھور رہا تھا جس کے ہاتھ میں اب ایک چھوٹی اسٹین گن نظر آ رہی تھی خدا جالے وہ یہ اسلحہ لیکر کہاں سے اور کب سوار ہوئے تھے اور کسٹم سے کیسے اس اسلحہ کو بچا سکے۔۔۔
 ” میرے ساتھی جہاز کے عقبی حصے میں موجود ہیں۔ ” ڈارٹی والے کی سرد آواز ابھری۔ ان کے پاس ہینڈ گریٹ میں کسی صاحب نے بہادر ری دکھالے کی کوشش کی تو ہم اس جہاز کو ایک لمحہ میں تباہ کر دیں گے۔ “

” نہیں... نہیں ایسا نہ کرنا۔ “ ایک عورت زور سے چلاتی تھی۔

” ہم لوگوں نے تمہارا کیا بگاڑا ہے۔؟ کسی اور نے کہا تھا۔ “

تم لوگوں کا تعلق کس جماعت سے ہے۔؟ ایک ادھیر عمر آدمی نے پوچھا اس کا چہرہ گول

اور تانبے جیسا تھا۔

ہمارا تعلق کسی سے بھی ہو۔۔۔ دائرہ والے نے کہا۔ اس سے کسی کو کوئی سروکار نہیں ہونا

چاہیے صرف ہمارے احکامات پر عمل کر نیکی بعد زندگی کی ضمانت مل سکتی ہے۔۔

کیا تم فلسطینی ہو۔؟ ایک اور نوجوان چلایا تھا۔

فلسطین زندہ باد۔۔ جہاز کے کولے سے آواز ابھری۔

یہ کوئی سیاسی مسئلہ نہیں ہے۔۔ دائرہ والے کی سرد آواز ابھری۔

پھر کیا بات ہے۔؟ ایک نوجوان کھڑے ہوتے ہوتے بولا۔ کیوں تم نے سب مسافروں

کو دہشت زدہ کیا ہے۔؟

چپ چاپ بیٹھ جاؤ چمولے۔۔ دائرہ والے نے غرا کر کہا۔ اب اگر کسی نے بیٹھ سے

اٹھنے کی کوشش کی یا کوئی حرکت کی تو گولی مار دی جاتے گی۔

عمران یہ سب کچھ دیکھتا ہوا اپنی سیٹ پر سیدھا ہو کر بیٹھ گیا۔ اس کا ہاتھ کلائی پر بندھی ہوئی

رسٹ واچ پر تھا جس کے شیشے سے وہ عقب میں موجود لوگوں والے کو بہت آسانی سے دیکھ

سکتا تھا۔

یہ سب کیا ہے عمران۔؟ جو یانے سرگوشی کی۔

پوچھ آؤں جا کر۔؟

نہیں۔۔ جو یانے تمیزی سے کہا۔ وہ تم کو گولی مار دی گے۔۔

مارنے دو۔۔ عمران نے سر ہلایا۔ میز آگے پھیرے رونے والا کون ہے۔؟

کہیں یہ لوگ ہمیں تو اغوا نہیں کرنا چاہتے۔؟

ہمارے اغوا سے ان کا کون سا مقصد مل ہو سکتا ہے۔۔

بٹھ جاؤ۔۔ عقب سے سرد آواز سن کر عمران کی توجہ رست واپس کے شیشے کی جانب ہو گئی جس میں دو میں سے ایک مونچھ والا نظر آ رہا تھا۔ دوسرا کہاں تھا۔؟ عمران نے کلائی کو اس طرح گھمایا کہ عقب کا زیادہ سے زیادہ منظر اس کی نگاہوں کے سامنے آجاتے دوسرا اسٹین والا اس کے عقب میں کھڑا ہوا تھا۔

اور اس کے ہاتھ میں بھی ایک اسٹین گن تھی جبکہ عقبی دروازے کے پاس موجود مونچھ والے کے ہاتھ میں اسٹین گن کے علاوہ ایک ہینڈ گرنیڈ بھی نظر آ رہا تھا۔ عمران کا ذہن بڑی تیزی سے کام کر رہا تھا وہ کہہ کر یہ خیال ذہن میں گونج رہا تھا کہ طیارہ کو کیوں ہائی جیک کیا جا رہا ہے۔؟ کیا وہ لوگ کسی ایسی جماعت سے تعلق رکھتے ہیں جن کے کچھ مطالبات اسی ملک سے ہیں جسکی ایئر لائن کا یہ جہاز ہے یا اور کوئی بات ہے۔؟ کہیں ایسا تو نہیں تھا کہ طیارہ اغوا کر لے گا واحد مقصد ان لوگوں کو ہارنر زیل جانے سے روکنا ہو۔؟

ہم لوگ کسی کو کسی قسم کا نقصان نہیں پہنچائیں گے۔۔ عقب سے مونچھ والے نے اعلان کیا۔

ہمیں صرف چند افراد کی ضرورت ہے۔۔

یقینہ کیا کرو گئے۔؟ کسی نے پوچھا۔

طیارہ ہارنر زیل کے ایک جنگل میں اتارا جائے گا۔۔ مونچھ والے نے کہا۔ وہاں ہم اپنے مطلوبہ افراد کو سیکر چلیں گے یقینہ لوگ جہاز کے ٹرانسمیٹر کے ذریعہ مدد طلب کر کے شہر پہنچ سکتے ہیں۔۔ ہم کن لوگوں کو اغوا کرنا چاہتے ہو۔؟ کسی نے پوچھا۔

یہ جہاز اتارنے کے بعد بتایا جاتے گا۔۔ مونچھ والے نے غر کر کہا اور عمران چونک پڑا بظاہر

وہ جیسے بیٹھا تھا ویسے ہی بیٹھا رہا مگر مونچھ والے کی بات نے اسے چونکا کر دیا تھا۔ چند افراد سے ان

کی مراد سوا سے ان کے اور کیا ہو سکتی تھی۔؟

برازیل میں وہ جہاز کو جس جگہ اتارتے وہ جگہ راکٹوں کے اسٹارٹ سے قریب ہوتی جہاں سے ان کے ملک کے ایک طیارے کو نشانہ بنایا گیا تھا پھر شاید وہ ایکسٹورکی پوری ٹیم کو اغوا کر کے بقیہ لوگوں کو مار ڈالتے اور طیارہ چھپا دیتے۔

برازیل کے جنگلات میں ایک طیارہ چھپانا ایسا ہی تھا جیسے بھوسے کے ڈھیر میں سوئی چھپا رہی

جاتے۔!

اب اس کے لئے لازمی ہو گیا تھا کہ وہ کچھ کرے ورنہ ممکن تھا کہ وہ لوگ اپنے مقصد میں

کامیاب ہو جاتے۔ وہ اپنی جگہ کسمپائے لگا۔ اس کا ہاتھ بار بار پیٹ کو دوبارہ ہاتھ تھا۔

، آپ سب لوگ آرام اور سکون سے بیٹھیں گے تو کسی کو کچھ نہیں کہا جائے گا۔ عقب میں موجود مونچھ والے نے کہا۔ تم جا کر پائلٹ کو قابو کرو۔ اس نے جملے کا دوسرا ٹکڑا ادارھی والے سے مخاطب ہو کر کہا تھا۔

دارھی والا فوراً ہی پائلٹ کیبن کی طرف بڑھ گیا۔ جیسے ہی پائلٹ کیبن والے راستے کا دروازہ بند ہوا عمران کے منہ سے کراہی نکلنے لگیں وہ اس طرح پیٹ کو دوبارہ ہاتھ جیسے شدید اذیت میں مبتلا ہو۔

، کیا بات ہے۔؟ مونچھ والا غرایا۔

، پپ... پیٹ میں... درد... درد ہے۔ عمران نے بری طرح کراہتے ہوئے بری مشکل سے کہا تھا۔

، کیسا درد ہے کیا ہوا۔؟ وہ غرایا اس کی آنکھوں میں شک و شبہ کی پرحچاٹیاں تھیں جنہیں

عمران نے واضح طور پر دیکھ لیا تھا۔

کبھی کبھی دورہ پڑتا ہے۔؟ عمران کراہا۔

دورے کا درد سے کیا تعلق۔؟ وہ غرایا تھا۔

بہت تعلق ہے۔ جو یانے جلدی سے کہا۔ یہ جیب ذہنی صدمے سے دوچار ہوتے ہیں
توان کو دورہ پڑتا ہے اور پیٹ کا درد اس کے ہنسی خیمے میں پیدا ہوتا ہے اس وقت یہ ہی صورت
ہے۔۔

دوائیاں ہیں۔؟

ہاں ہیں۔ جو یانے جلدی سے کہا۔

کیا تم اس کے ساتھ ہو۔؟ مونچہ والے نے غرا کر پوچھا۔

نہیں۔ جو یانے جلدی سے کہا۔

پھر تمہیں اس بارے میں کیسے علم ہے کہ دوائیاں موجود ہیں۔؟ مونچہ والے نے کہا اس کی
آنکھوں سے بے اطمینانی چھانک رہی تھی۔

مم... میں نے... بب بتایا تھا۔ عمران نے بمشکل جواب دیا اس وقت وہ کسی ایسے آدمی کی
شاندار ادکاری کر رہا تھا جس کے پیٹ میں حقیقتاً درد ہو۔

دوائی کھلاؤ اسے کہاں ہے۔؟

بب... بیگ میں۔ عمران نے کراہ کر کہا۔

کہاں ہے بیگ۔ مونچہ والے نے پوچھا۔

ہو... ہو... اوپر۔ عمران نے انگلی اٹھادی۔

چلو تم بیگ اتار کر دوائی کھلاؤ۔ اس نے جویا سے کہا اور جویا نے اٹھ کر اوپر بکس سے

بیگ نکالا اور اسے کھولنے لگی سیاہ مونچہ والا بغور اسے گھور رہا تھا جویا نے شیشی شیشی نکالی اور

ایک گولی اس میں سے نکال کر عمران کے ہاتھ پر رکھ دی اور منہ اٹھا کر سوالیہ انداز میں مونچھ والے کو دیکھنے لگی۔

”کیا بات ہے۔؟“

”پانی چاہتیے ہے۔“ جو لیا نے سرسرتی آواز میں کہا۔

”جون چیف ہوٹس کو بلاؤ۔“

”ابھی نو۔“ دوسرے مونچھ والے نے جسے اس نے جون کہہ کر مخاطب کیا تھا نے سر ہلا کر کہا پھر

دروازے کے پٹ کھول کر زور سے چیف ہوٹس کو آواز دی۔

”کک... کیا بات ہے۔“ چیف ہوٹس نے اپنے کمرے سے باہر آ کر پوچھا اس کا لہجہ کانپ

رہا تھا اور سنگت زور ہو گئی تھی۔

”ایک مسافر کو تمہاری ضرورت ہے۔“ جون نے عمران کی جانب اشارہ کیا۔

”ہاں کیا بات ہے۔؟“ وہ عمران کے پاس آ کر بولی۔

”ایک گلاس پانی۔“ جو لیا نے کہا۔ ان کو دو آئی کھانی ہے دورہ پڑا ہے۔“

”ابھی لائی۔“ ہوٹس نے کہا اور واپس چلی گئی دو منٹ بعد وہ دوبارہ ان کے سامنے

تھی۔ عمران نے پانی سے گولی نگلی اور اسی طرح پڑا رہا۔ وقت پر لگا کر اڑ رہا تھا۔ لمحے بیت رہے

تھے۔ دیو کی دھڑکن گھڑکیوں کی ٹک ٹک سے ہم آہنگ ہو رہی تھی اور وہاں سواتے جہاز کے

انجنوں کی ہلکی سی گھمکار کے اور کوئی آواز نہیں تھی۔

سارے ہی مسافر سہمے ہوئے تھے۔ عمران نے اس طرح جھرجھری لی جیسے کچی نیند سے

جاگا ہو پھر وہ بیدار ہو بیٹھا۔ چند لمحے چاروں طرف دیکھا رہا پھر اٹھ کھڑا ہوا۔

”بیٹھ جاؤ لو جوان۔“ مونچھ والا غرایا تھا۔

۔ پپ... پیٹ۔۔ عمران نے کہنا چاہا۔
 کیا درد ٹھیک نہیں ہوا۔؟ وہ غرایا تھا۔
 ۔ ہو... ہو گیا...۔

۔ پھر اب کیا بات کہے۔؟

۔ بب... باتھ روم جاؤں گا۔

۔ بیٹھے رہو۔۔ وہ قہر آلود انداز میں بولا۔

۔ پپ.... پیشاب نکل... حج... جاتے گا۔

نکل جانے دو۔۔ وہ غرایا۔

۔ ارے واہ۔۔ عمران نے ہاتھ نچا کر کہا۔ کیسے نکل جانے دو مجھے ابھی نماز پڑھنی ہے کپڑے
 چلید ہو گئے تو نماز کیسے ہوگی۔؟

۔ میں کچھ نہیں جانتا۔۔ اس نے عمران کو سیٹ پر دھکا دیتے ہوئے کہا۔

۔ درد... دھک... دھکا کیوں دے رہے ہو۔؟

۔ بیٹھتے ہو یا اتار دوں پیٹ میں گولی۔

۔ لگ... گولی مدت دو میں ڈلتا نہیں ہوں۔ ہاں۔۔ عمران نے اکٹرتے ہوئے کہا۔ اس

کے چہرے پر حماقت کے ڈونگرے برسنے لگے تھے۔

۔ پوچ۔ بیٹھ جاؤ منے میاں۔ اس نے عمران کو چمکایا۔

۔ جوزی۔۔ جون نے پکارا۔ کیا ہوا۔؟

۔ یہ باتھ روم جانا چاہتا ہے۔۔ جوزی نے جون سے کہا۔

۔ گولی مار دو۔۔ جون نے کہا تھا۔

اسے واہ ٹبر سے آتے گولی مارنے والے۔ ”عمران ہاتھ نیچا کر بولا۔ کیا اپنے باوا کی حکومت سمجھ رکھی ہے۔“

”شٹ اپ۔“ وہ غرایا۔

”تم خود بھی شٹ پٹ۔“ عمران نے جھلا کر کہا۔

”اوہ تو تم نہیں مانو گے۔“ جوزی نے کہا پھر اس نے اسٹین گن ادا پر اٹھا کر اس کے دستے سے عمران کے سر پر ضرب لگانی چاہی تھی اور عمران یہی چاہتا تھا وہ بجلی کی طرح سے اٹھا تھا دوسرے ہی لمحے گن اس کے ہاتھ میں تھی اور وہ خود یعنی جوزی عمران کی گرفت میں ڈھال بنا ہوا تھا اسٹین گن کا رخ جون کی جانب تھا۔

”چھوڑ دو اسے۔“ جون غرایا تھا۔

”نہ چھوڑوں تو۔“ عمران کے لبوں پر نہ ہرلی سی مسکراہٹ تھی۔

”میں ایک سرے سے سب کو گولی مارنا شروع کر دوں گا۔“

”تم کیا زندہ بچ جاؤ گے۔“ عمران نے پوچھا۔

”ہم تو اتنے ہی مرنیکے لیتے ہیں۔“

”تو پھر مرنے والا۔“ عمران نے کہا اور اس تیزی سے اسے جون کی طرف پھینکا کہ وہ کچھ نہیں سمجھ

سکا اور جب سمجھ میں آیا تو دیر ہو چکی تھی۔

عمران بجلی کے کوندے کی طرح اس کے قریب پہنچا تھا اور اس کے ہاتھ کی بندھی آہنی ہتھوڑے کی طرح جون کے جھڑے پر پڑی تھی وہ کراہ کر لڑکھڑایا اور جہاز کی آہنی دیوار سے ٹکرا گیا مگر اسٹین گن اب بھی اس کے ہاتھ میں تھی۔

عمران نے جوڑو کا ایک مخصوص داؤ مارا اور دوسرے ہی لمحے اسٹین گن عمران کے ہاتھ میں

تھی اور جون جہاز کے فرش پر تڑپ رہا تھا۔ جوزی تو پہلے ہی بیہوش تھا اور قتلِ عمران اپنے پیچھے کر
سن کر چونکا تھا۔

وہ بجلی کی طرح سے ٹراوڑ بے ساختہ اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ دوڑ گئی۔ اس کی نگاہوں
کے سامنے دائرہ دار اس طرح ڈول رہا تھا جیسے بہت چڑھالی ہو پھر وہ جہاز کے فرش پر ڈھے
گیا۔ عمران کی نگاہ جوزف پر جم گئی اس کے ہاتھ میں سیاہ تال کا ریو اور نظر آ رہا تھا جسے اس نے
دستے سے پکڑ رکھا تھا۔

”باس اس کے آنے سے پہلے میں یہاں کھڑا ہو گیا تھا۔“ جوزف عمران سے کہہ رہا تھا جیسے
ہی نکلا میں نے وار کر دیا۔“

”ایہ یہ زندہ ہے یا مر گیا۔ دیکھ تو سہی۔“

”مرے یا جیتے باس کیا فرق پڑتا ہے۔؟“

”ایہ یہ اپنا ملک نہیں ہے۔“ عمران غرایا۔ ”اگر یہ مر گیا تو پھر برائیل میں تجھے گیس چمیر
ہی نصیب ہوگا۔“

”زندہ ہے باس۔“ اس نے دائرہ دار کے سینے پر ہاتھ رکھ کر دھڑکنیں محسوس
کرنے کے بعد کہا۔

”ہاتھ پیر باندھ دے اس کے۔“

”رسی کہاں ہے باس۔؟“

”پاجامے سے آزار بند گھسیٹ لے۔“

”پاجامہ... آزار بند۔“ جوزف نے حیرت سے کہا۔

”ہاں کیا ہوا پھر۔؟“

۔ بب... باس یہاں پا جائے کہاں سے آتے۔؟
 کیوں۔؟ عمران نے کہا۔ کیا یہاں کے لوگ ننگے پھرتے ہیں۔؟
 ۔ وہ باس۔ لوگ تیلون پہنتے ہیں۔۔

۔ اچھا اچھا سمجھا۔۔ عمران نے سر ہلایا۔ پیٹ میں آزار بند نہیں ہوتا نا۔؟
 ۔ یس باس۔۔ جوزف نے سعادتمندی سے کہا۔
 ۔ پھر ان لوگوں کی ٹائیاں کھول لے۔۔

۔ رسی کمپن میں موجود ہے جناب۔۔ چیف ہوسٹس نے عمران سے کہا۔
 ۔ تو پھر منتہ کیا دیکھ رہی ہو۔۔ عمران نے احمقانہ انداز میں پلکیں جھپکاتے ہوئے کہا۔ دوڑ
 کر جاؤ اور رسی اٹھا لاؤ۔۔

۔ ابھی لیجئے۔۔ چیف ہوسٹس نے کہا اور دروازے میں غائب ہو گئی عمران جو بیا کی طرف
 مڑا اور سب پر سرسری سی نظریں ڈالتا ہوا وہ دائرہ والے کے پاس پہنچ گیا۔
 ۔ میں نے اسے باندھ دیا ہے باس۔۔ جوزف نے اٹھتے ہوئے کہا اس نے دائرہ والے
 کی ٹائی کھول کر اس کے دونوں ہاتھ کمر پیسے جا کر باندھ دیئے تھے۔۔
 ۔ اچھا کیا۔۔ عمران نے سر ہلایا۔

۔ رسی جناب۔۔ گھبراتی ہوئی چیف ہوسٹس نے رسی کا لچھا عمران کی طرف بڑھاتے ہوئے
 کہا۔ دو منٹ بعد مونچھوں والے جون اور جوزی بھی بندھ چکے تھے جہانکا فرسٹ پائلٹ
 بھی آگیا تھا۔

سب کے مشورے سے عمران نے ان کو جہاز کے ایک حصے میں ڈال دیا لیکن وہاں
 ڈالنے سے پہلے وہ ان کی تلاشی لینا نہیں بھولا تھا۔ لیکن تلاش میں اس کے ہاتھ کچھ نہیں لگا تھا

اس نے کوکھوں والے چوڑی کی مونچھ کھینچتے ہوئے پوچھا۔

”کون ہو پیارے بتاؤ گے۔“

”تم کو اس کے لئے پھپھانا پیسے گا۔“ وہ غرا کر بولا۔

”پھپھالیں گے پیارے تم صرف اپنا جغرافیہ بنا دو۔“

”میں کہتا ہوں ہم تنیوں کو کھول ڈالو ورنہ۔۔۔۔“

”ورنہ تم رونا شروع کر دو گے کیوں یہی کہنا چاہتے ہوتا۔“

”اس کے لئے تم کو بہت سخت سزا ملے گی۔“

”کس کے لئے پیارے۔“

”یہ ہی جو سلوک تم نے ہمارے ساتھ کیا ہے۔“

”تو کیا تم کو جہاز اٹھا کر لے دیتا۔“

”اس سے تمہارا کوئی تعلق نہیں تھا۔“ وہ غرایا۔

”پھر کک۔۔۔ کس کو اٹھا کر ناچاہتے تھے۔“

”کچھ اور لوگ ہیں جہاز میں۔“

”نہیں چلے گی۔“ عمران نے سر ہلایا۔ گاڑی پچنسی ہوئی ہے اس لئے تم کو سب سے پہلے

حبوٹ بولنے کی پریکٹس کرنی چاہیے۔“

”جو مت مسٹر عمران۔“ جون غرایا۔ برازیل تک تمہاری موت ہی تم کو لے جا رہی ہے۔“

”چلو تم نے مجھ سے شناسائی کا اظہار تو کیا۔“ عمران مسکرایا۔

”کیا یہ آپ کا واقف ہے جناب۔“ فرسٹ پائلٹ نے پوچھا تھا۔

”نہیں البتہ یہ مجھے ضرور جانتا ہے۔“

”ہاں میں تم سب کو جانتا ہوں۔۔ وہ غرایا تھا۔

”پھر یہ کئی بتادو تمہارا تعلق کہاں سے ہے۔؟

”خود ہی معلوم کرو۔“ وہ درندوں کی طرح ہنساتھا۔

”کیا تمہیں صرف یہی احکامات تھے کہ جہاز ہائی جیک کر ڈالو۔؟

”نہیں کچھ اور احکامات بھی ملے تھے۔“

”مثلاً کیا۔؟ عمران نے پوچھا۔

”یہی کہ تم سب کو ایک ایک کر کے ہم جہاز سے نیچے پھینک دیتے۔“

”اور خود نیچے جاتے۔؟

”ہاں ہمارا کوئی بال بھی بیجا نہیں کر سکتا تھا۔“

”ایئر پورٹ پر موجود قانون کے محافظ شاید تمہاری سسرال والے ہیں۔؟ عمران کے لہجے

میں طنز کی کاٹ تھی۔

”تم ایشیائی... تھو۔“ اس نے فرش پر حقارت سے تھوکا اس کے علاوہ اور کیا سوچ سکتے

ہو میں بتاتا ہوں ہمارے لباس کے نیچے ہیلیم سے بھرے ہوئے جیکٹ ہیں تم آنکھوں کو جہاز سے

نیچے پھینکنے کے بعد ایک مخصوص جگہ پر ہم بھی جہاز سے کود جاتے اور فضا میں ڈور کھول لیتے

جس کے بعد جیکٹ میں گیس بھر جاتی اور ہم آسانی سے اپنی جگہ اتر جاتے۔“

”تو جہاز کو اتارنے کی بات محض افسانہ تھی۔؟

”ہاں ہم جنگل میں جہاز کہاں اتارتے۔؟ جون نے کہا۔ سارا علاقہ گھنے جنگل اور پہاڑیوں

سے بھرا ہوا ہے کاٹ پر بھی بمشکل اتر پاتا ہے۔“

”کیوں کیا راکٹ اڈے پر سنو سے نہیں ہے۔؟ عمران نے اس کی آنکھوں میں دیکھتے

ہوتے پوچھا ایک لمحے کے لئے ایسا لگا جیسے اس کی آنکھوں میں خون اتر آیا ہو پھر دوسرے ہی لمحے وہ کسی حد تک پرسکون ہونے ہوتے بولا۔

، جانے کیا کہہ رہے ہو میری سمجھ میں نہیں آیا۔

، آجائے گا۔، عمران نے اٹھتے ہوئے کہا۔ وہاں امریکن سفارتخانہ بھلبے مائی ٹیٹر اور تم امریکیوں سے خوب واقف ہو وہ سرخ جاسوسوں کے ساتھ کیسا سلوک کرتے ہیں۔، جو ابا وہ کچھ نہیں بولا تھا۔ وہ پائلٹ اور چیف ہوسٹس کے ساتھ باہر آگیا۔

جب وہ ایئر پورٹ سے باہر آتے تو صبح ہو چکی تھی دس بجنے والے تھے مگر فضا پر سفید کھری موٹی سی چادر کی طرح چھائی ہوئی تھی چند گز دور کی چیز بھی مشکل نظر آرہی تھی ایسا لگتا تھا جیسے ہر چیز پر سفید سے کی چادر ڈال دی گئی ہو۔

یہاں ٹیکسیاں موجود تھیں مگر زمانہ قدیم کی انھوں نے ٹیکسیوں کی بجائے ایک انٹی ٹرک کر لیا اور سامان سمیت اس میں سوار ہو گئے۔

ایئر پورٹ پر اترتے سے پہلے ہی پائلٹ نے ایئر پورٹ کو ہائی جیکرز کے بارے میں مطلع کر دیا تھا اس لئے جب وہ ایئر پورٹ پر اترے تو وہاں پولیس موجود تھی مگر جب ہائی جیکرز کو دیکھا گیا تو وہ مرچے تھے انھوں نے خود کشتی کر لی تھی پھر ایک گھنٹہ ان کو پوچھ گچھا اور بیانات دینے میں لگا تھا۔

اپنے پاس پورٹ دکھانیکے بعد انھوں نے کسٹم کلیئر کر لیا تھا یہاں ایکسٹوکامقاری لیجنٹ

موجود تھا اور وہ عمران کو پہچانتا تھا اس لئے وہ بغیر سامان کھولے باہر آگئے تھے پھر ایجنٹ ایک مٹی
ٹرک کی ڈرائیونگ سیٹ پر جا بیٹھا تھا اور اسی لئے عمران نے مٹی ٹرک کو ترجیح دی تھی اب وہ
ڈرائیور کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا اور بقیہ لوگ پچھلے حصے میں تھے مٹی ٹرک کے اوپر کینوس کی چھت
تھی اس لئے کہر سے بچے ہوتے تھے۔

”یہاں کا کیا حال ہے۔؟ عمران ڈرائیور سے پوچھ رہا تھا۔

”اب تک چار پارٹیاں یہاں پہنچ چکی ہیں۔“ ڈرائیور نے جواب دیا۔

”کون کون ہیں۔؟“

”میں ان کو نہیں پہچانتا۔“

”پھر کیسے کہہ سکتے ہو کہ وہ مطلوبہ پارٹیاں ہیں۔؟“

”وہ چاروں ہی بہت زیادہ سامان کے ساتھ یہاں پہنچی ہیں۔ ان میں سے دو پارٹیاں تو

خود کو ماہر رضیات شوکر رہی ہیں۔“

”بقیہ دو کیا کہتی ہیں۔؟“

”ایک نے خود کو کان کنی کا ماہر مشہور کیا ہے جبکہ دوسری خود کو شکاری پوز کر رہی

ہے ماہر رضیات پارٹیاں آگے جا چکی ہیں۔“

”کہاں تک پہنچی ہوں گی۔؟“

”وہ کل روانہ ہوئے تھے چار گھنٹے کے فرق سے اب تک وہ سیر ڈونیو پہنچے ہوں گے

پھر وہاں سے وہ آگے سفر کریں گے۔“

”بقیہ دو کے پروگرام کے بارے میں کیا رپورٹ ہے۔؟“

”وہ دونوں پارٹیاں آج شام تک روانگی کا ارادہ رکھتی ہیں۔“

ان کا تعلق کہاں کہاں سے ہے ۔ ؟
 دو پارٹیاں امریکن نظر آتی ہیں ایک روسی اور ایک مشرق بعید کے کسی ملک سے آتی ہے ۔

”ہماری روانگی کا کیا پروگرام ہے ۔ ؟“
 میں نے دو جیب گاڑیاں انگیج کر رکھی ہیں ۔ ”ڈرائیور نے جواب دیا۔ آپ جب جانا چاہیں جیپیں پہنچا دوں گا۔“

”تم اتنے محتاط کیوں ہو ۔ ؟“
 ہو سکتا ہے ان کے آدمی ایئر پورٹ پر موجود ہوں جناب ۔ ”اس نے جواب دیا۔ اسی صوفے میں میرے آپ کے ساتھ دیکھا جانا مناسب نہ ہوگا۔“
 ہر پارٹی میں کتنے کتنے آدمی ہیں ۔

روسی پارٹی میں اسٹو آدمی ہیں اور وہ ماہر ارضیات ہیں امریکنوں میں سے ایک پارٹی میں چھ مہر ایک عورت ہے یہ ماہر ارضیات ہیں اور دوسری پارٹی میں پانچ مہر اور چار عورتیں ہیں اور وہ شکاری پارٹی ہے چوتھی پارٹی جو کہ مشرق بعید کے کسی ملک سے آتی ہے اس میں دس آدمی سوار ہیں۔

اور وہ ماہر کان کن ہیں ۔ ”عمران نے جملہ کاٹ کر کہا۔
 جی ہاں جناب ۔

کیا وہ لوگ بھی جیپوں میں گتے ہیں ۔ ؟
 جی ہاں جناب اس کے علاوہ بس کارا ستہ ہے ۔
 شہر میں ہماری رہائش کا کیا انتظام کیا ہے ۔ ؟

”ایک کاٹبج کراتے پر حاصل کر لی گئی ہے جناب۔“

”کیا یہاں ہوٹل نہیں ہیں؟“

”میں مگر ان میں نہ ٹھہرنا ہی اچھا ہے۔“

”وہ کیوں؟“

”وہ صاف ستھرے نہیں ہیں جناب اس کے علاوہ وہاں چوری چپکاری کا بھی خطرہ رہتا ہے

پھر وہاں آپ لوگ محفوظ بھی نہ رہتے۔“

”کیوں سر درست ہمیں وہاں کیا خطرہ ہو سکتا ہے؟“

”ایک مقامی آدمی آپ لوگوں کی آمد پسند نہیں کرتا۔“

”اس سے کیا ہوا؟“

”وہ ایک بااثر آدمی ہے جناب اعلیٰ اور سرکاری حلقوں کے علاوہ شہر کے بڑے بڑے

بد معاشوں پر بھی اس کا سکہ چلتا ہے۔“

”ہماری آمد اسے کیوں نا پسند ہے؟“

”صرف اس لئے جناب کہ وہ خود مشکوک آدمی ہے۔“

”وضاحت کرو؟“ عمران نے کہا۔

”خیال ہے کہ وہ بھی اس چیز کو حاصل کرنا چاہتا ہے جس کے لئے دیگر تمام لوگ یہاں

پہنچے ہیں یا پہنچ رہے ہیں۔“

”کیا اس بات کی شہرت ہو چکی ہے؟“

”جی ہاں۔ مگر دوسرے معنوں میں۔“

”بتاتے چلو۔“ عمران نے کہا۔ اس کی نگاہیں سڑک پر تھیں جبکہ کان پوری طرح

ن کی باتوں پر لگے ہوئے تھے ۔

۔ یہاں مشہور ہوا ہے کہ گرنیوالے جہاز میں کوئی بڑا خزانہ ہے ۔

خزانہ ۔ ؟ عمران نے حیرت سے دوہرایا ۔

۔ جی ہاں مشہور کیا گیا ہے کہ جہاز میں ہیروں کا ایک بڑا ذخیرہ تھا اور کچھ لوگ جہاز ہائی

جیک کرنا چاہتے تھے اس جدوجہد میں کوئی بم پھٹ گیا جس کی وجہ سے جہاز تباہ ہو گیا ۔

۔ پھر تو بے شمار مقامی پارٹیوں کو اس کی تلاش میں جانا چاہیے تھا ۔ ؟

۔ ہاں جانا چاہیے تھا مگر مقامی لوگوں میں سے پیراڈون کے علاوہ اور کسی نے اس میں

اتنی دلچسپی نہیں لی کہ وہ جہاز کی تلاش میں اکیلا یا پارٹی کی صورت میں روانہ ہوتا ۔

۔ اس کی کیا وجہ ہے ۔ ؟

۔ جہاں جہاز گرا ہے جناب وہ جگہ دریائے ایمیزون کے ڈیلٹا میں ہے اور وہ جگہ

بے حد خطرناک ہے وہاں سے شاید ہی کبھی کوئی زندہ بچ کر آسکا ہوگا اسی خوف کی وجہ سے

مقامی لوگوں نے اس میں دلچسپی نہیں لی ۔

۔ پیراڈون وہی ہے جس کا سکے بد معاشوں پر چلتا ہے ۔ ؟

۔ جی ہاں جناب اور وہ یہاں کا میسر بھی ہے ۔

۔ پھر تو وہ کافی رسوخ والا آدمی ہے ۔ ؟

۔ میں نے پہلے ہی آپ کے گوش گزار کر دیا ہے جناب ۔

۔ مقامی حکومت کا اپنا خیال کیا ہے ۔ ؟

۔ جہاز کے بارے میں سرکاری رد عمل سامنے نہیں آیا جناب البتہ خیال یہی کیا جا رہا

ہے کہ جہاز کسی فنی خرابی کی وجہ سے تباہ ہوا ہے ۔

گو یا سرکاری طور پر تلاش کا کام شروع نہیں کیا گیا۔؟
 ”تلاش شروع ہوتی تھی جناب مگر جہاں وہ گرا ہے اس جگہ کا پٹرنگ کے اتارنے کی جگہ نہیں ہے
 اس لئے ناکامی ہوئی ہے۔“

”یہ کوئی بات نہیں ہوتی۔“ عمران نے کہا۔ انہیں لازمی تھا کہ جہاز کا ملکہ تلاش کرتے اور اس کے گرنے
 کی وجہ معلوم کرتے۔“

”شاید دو چار دن میں فوجی کاپٹروں سے مدد لی جاتے۔“

”اتنے دن بعد۔؟“

”جہاں جناب اس کی سب سے بڑی وجہ جہاز میں مسافروں کی عدم موجودگی ہے جناب اس میں صرف
 عملے کے چھ آدمی تھے اس لئے لاپرواہی برتی جا رہی ہے۔“

”کیا پیراڈون کو ہماری آمد کا علم ہے۔؟“

”اس بار سے میں میں کچھ نہیں کہہ سکتا جناب۔“

”ہیروں والی افواہ کس نے اڑاتی ہے۔؟“

”پیراڈون نے جناب۔“

”کیا تم نے اس کی تصدیق کر لی ہے۔؟“

”جہاں جناب۔ پیراڈون کے آدمیوں ہی نے سب سے پہلے ہیروں والی افواہ اڑائی تھی اور ایک ہی

دن بعد سے یہ افواہ شہر کے ہر باشندے کی زبان پر ہے۔“

”ہیروں کا لالچ کسی کو اس طرف نہیں لے جا رہا حیرت ہے۔“ عمران نے کہا۔

”لوگوں کو اپنی جان زیادہ پیاری ہے جناب۔“ اس نے کہا۔ آپ پہلے کبھی اس علاقے میں نہیں گئے اس

لئے آپ کو خطرات کا اندازہ نہیں ہے۔“

یہ تم بھی اس طرف گتے ہو۔؟ عمران نے پوچھا۔
 صرف ایک دفع جناب۔۔ اس نے کہا۔ اور وہ بھی دریائے ایمیزون کے دوسرے کنارے تک
 ہم سات آدمی اس طرف گتے تھے۔۔
 کوئی مہم تھی۔؟

ایک سائنسدان ان دنوں یہاں آیا ہوا تھا جناب۔ اس نے بتایا۔ دریائے ایمیزون کے دوسرے
 کنارے پر ٹیٹا کے قریب اگنے والی ایک بوٹی کو لانے کے لئے اس نے ہم سے معاہدہ کیا تھا۔
 کیا ان دنوں تم کو خطرات کا علم نہیں تھا۔؟
 تھا مگر جوان خون تھا اس لئے خطرات کی پروا نہیں کی۔ اس نے بنجی گدے سے بتایا پھر وہ دس ہزار
 ڈالر دے رہا تھا لہذا ہم سات آدمی تیار ہو گتے تھے مگر..... وہ کچھ کہتے کہتے خاموش ہو گیا۔
 بگر کیا۔؟ عمران نے پوچھا۔

ان سات میں سے صرف ہم دو آدمی واپس آ سکے تھے۔ اس نے دور کسی غیر ملکی نکلتے پر نگاہ مرکوز
 کرتے ہوئے خوفزدہ لہجے میں کہا اس کے چہرے کے تاثرات ایسے ہی تھے جیسے وہ خونناک واقعہ اس وقت
 بھی وہ چشم تصور سے دیکھ رہا ہو۔

کیا واقعہ پیش آیا تھا۔؟
 پہلا تو یہ تھا جناب کہ کشتی سے اترتے ہوئے پیر پھیل جانیکے سبب ہم ساتوں میں سے ایک
 دریاب میں گر پڑا تھا اور اسے چشم زدن میں مگر مچھوں نے چٹ کر ڈالا تھا۔
 ادا ہو۔۔ عمران کے منہ سے نکلا تھا۔

پھر آدھ میل ہی آگے گتے ہوں گے کہ ہمارے دو آدمی گوشت خور درخت کی بھینٹ چڑھ گئے
 اور اسی رات دو آدمیوں کو آدم خور اٹھا کر لے گئے۔۔

یہ کیسے کہہ سکتے ہو کہ ان کو آدم خور اٹھا کر لے گئے تھے۔۔ عمران نے کہا۔ ہو سکتا ہے کوئی دزدہ ان کو اٹھا کر لے گیا ہو ورنہ وہ تم دونوں کو زندہ کیوں چھوڑتے۔؟

اس کی وجہ تھی جناب۔۔ اس نے خوفزدہ ہجے میں کہا۔ وہ چودھویں کی رات تھی اور اس رات آدم خور دو آدمیوں کو دیوتا پر قربان کرتے ہیں تاکہ وہ پورے ماہ ان کے لئے خوراک کا بندوبست کرتا رہے۔ اس کے علاوہ قربانی کے لئے لے جانے والے آدمیوں کے سر وہ اسی جگہ چھوڑ جاتے ہیں جہاں سے انہیں پکڑا ہوتا ہے اور دوسرے تیسرے آدمی کو وہ ہاتھ نہیں لگاتے۔۔

یہ سب بہت خوفناک ہے۔۔ عمران نے کہا۔ تم وہاں تک کس طرح ہماری رہبری کر سکو گے جبکہ ایک دفعہ نقصان اٹھا چکے ہو۔۔

وہ نا تجربہ کاری تھی جناب دوسرے اس وقت میں تربیت یافتہ بھی نہیں تھا۔۔

اولاد۔؟ عمران نے پوچھا۔

اب میں کافی مدت تک اس علاقے میں آپ کا ساتھ دے سکتا ہوں۔۔

ہماری منزل کتنی دور ہے۔؟

صرف اگلے موڑ تک۔۔ اس نے کہا۔ اگلے موڑ کو عبور کر تے ہی ہم کا ٹیخ تک پہنچ جائیں گے۔

کیا وہ جگہ محفوظ رہے گی۔؟

جی ہاں ہوٹل کے مقابلے میں وہ جگہ محفوظ ہے۔۔

تم آتشیں ہتھیار چلا سکتے ہو۔؟

میرا نشانہ بہت اچھا ہے جناب۔۔ اس نے کہا۔ دو سال قبل جب میں امریکیوں کے ساتھ

شکار پر جایا کرتا تھا تب میں نے آتشیں ہتھیاروں کا استعمال سیکھا تھا۔۔

اصلی دوران ان کے ایجنٹ بن گئے تھے۔؟

”ہاں انہوں نے میری تربیت کی تھی میں نے ایک سال تک ان کے لئے خدمات انجام دی تھیں جس کے بعد ایک معمولی سے واقعے کی وجہ سے مجھے الگ کر دیا گیا۔“

”ہو نہہ۔“ عمران نے سر ہلا دیا۔

وہ اس معمولی سے واقعے سے آگاہ تھا اس لئے آگاہ تھا کہ وہ انہی کے ملک کا پیدا کردہ واقعہ تھا کیونکہ عمران اسے ایجنٹ بنانا چاہتا تھا یہاں ایک ایجنٹ تھا جبکہ اسے دو کی ضرورت تھی اور اس کے علاوہ کوئی اور ایسا آدمی نگاہ میں نہیں تھا جو ایجنٹ کے بطور ان کے لئے کام کر سکتا لہذا اس کے لئے اس طرح منصوبہ بندی کی گئی کہ اسے آگاہی نہیں ہو سکی اور وہ امریکیوں کی نگاہوں میں مشکوک ہو گیا جس کے نتیجے میں اسے الگ کر دیا گیا۔

پھر دو ماہ بعد عمران نے اپنے پہلے ایجنٹ کے ذریعے سے اسے آفر کی اور یہ راضی ہو گیا۔ چھ ماہ قبل وہ ایجنٹ بیمار ہو کر مر گیا جس کے بعد یہاں صرف ہی ایک ان کا آدمی رہ گیا تھا۔ عمران نے دارالحکومت سے اسے ہی فون کیا تھا اور ضروری باتیں سمجھائی تھیں۔

”کیا وہ اب بھی تم سے ملتے ہیں؟“

”جی نہیں اب وہ لوگ مجھ سے نہ ملتے ہیں اور نہ ہی میں اسے پسند کروں گا۔“

”یہاں میں تمہیں کس نام سے پکار سکتا ہوں؟“

”موسیٰ کے نام سے جناب۔“

”یہ تو عورتوں کا سا نام ہے۔“

”جی نہیں۔“ موسیٰ نے کہا۔ ہمارے ہاں ایسے ہی نام رکھے جاتے ہیں۔“

”یہاں تم آج کل کیا کر رہے ہو؟“

”میں سکرٹیریٹ میں ملازم ہوں۔“

کس محکمے میں ہو۔؟

سول سپلائی کے محکمے میں جناب۔۔ سپرنٹنڈنٹ ہوں۔۔

بھرتو تمہاری کافی سوریس ہوگی یہاں پر۔؟

نہ ہوتی تو آپ کا کسٹم کلیئر کیسے ہوتا۔؟ مومی نے کہا۔ لیجئے ہم پہنچ گئے۔۔

عمران نے دیکھا مٹی ٹرک ایک لکڑی کے کاٹج کے سامنے رکا ہوا تھا۔ کاٹج اتہاتی بھدے انداز میں بنا ہوا تھا ممکن تھا مقامی ریڈانڈین لوگوں کے لئے وہ خوب صورت ہو ملکان کے لئے وہ بھدا اور بد صورت تھا بہر حال گزارہ کرنا تھا۔

میرے ساتھیوں کے سامنے یہ سب کچھ مت کہنا۔۔ عمران نے نیچے اترتے ہوئے کہا۔
ٹھیک ہے جناب۔۔ مومی نے کہا۔ آپ بھی اتر کر مجھے کراہ دیکھتے گا تاکہ دیکھنے والے ہم دونوں میں کوئی تعلق نہ جان پاتیں۔۔

ٹھیک ہے۔۔ عمران نے سر ہلا دیا۔ اس دوران اس کے سارے ساتھی نیچے اتر آئے تھے اور بری طرح پریشان نظر آ رہے تھے۔ عمران فوراً ہی ان کی پریشانی کی وجہ سمجھ گیا۔ وہ گرمی سے بوکھلا گئے تھے حالانکہ دن ابھی نکلا تھا مگر اس وقت بھی اتنی گرمی تھی جتنی ان کے ملک میں گرمی کی شدت کے دنوں میں ہوتی ہے۔

کہاں لا پھنسا یا عمران صاحب۔۔ صفدر نے بوکھلا کر کہا۔

آگ برس رہی ہے یہاں تو۔۔ جو ییلے پسینہ صاف کرتے ہوئے کہا۔

یہ شکایت اپنے چوہے سے کرنا۔۔ عمران نے کہا۔ پھر اس نے مقامی کرہنسی کی ایک گڈی نکالی

اور مومی کو معاف و خدا دا کرنے لگا۔

شام سے پہلے میں آؤں گا۔۔ مومی نے بظاہر نوٹ گنتے ہوئے کہا۔

کس وقت۔؟

پانچ بجے تک اس وقت تک آپ نہادھو کر کچھ دیر سولیں تاکہ تازہ دم ہو جائیں۔
میں آج ہی روانہ ہونا چاہتا ہوں۔»

شام کو بتا سکوں گا۔» مومی نے کہا اور پٹ گیا ٹھیک اسی لمحے کاٹج میں سے ایک عورت بلند ہوئی تھی ایک ریڈانڈین عورت اس کے اوپری جسم پر بلا قند تما کپڑا تھا اور نچلے دھڑ پر سکرٹ کی قسم کا۔ وہ سیدھی عمران کی طرف آئی تھی۔

مجھے شتابہ کہتے ہیں سینیور۔»

تم یہاں کیا کرتی ہو۔؟

میں مومی کی بیوی ہوں اور آپ کی خدمت پر مامور ہوں۔» اس نے صاف انگریزی میں کہا۔
اور عمران کے ہونٹ سٹپی بجائے کے انداز میں سکرٹ گتے اس کی تیز اور چمکیلی نگاہیں عورت کے چہرے پر گڑ کر رہ گئی تھیں۔

دندنے کی واپسی، بلیک ہاؤس، بلیک پاؤں اور لمبرڈرائیجٹ کے
بعد اسی سلسلے کا پانچواں سوناو لو

پرمودی موت

بہت جلد شائع ہو رہا ہے

صفر اور خاور بازار میں گھوم رہے تھے۔ ساڑھے پانچ بجے تھے اور وہ سواپانچ پر کاٹج سے نکلے تھے نہانے دھونے اور کھانے پینے کے بعد وہ بڑی حد تک تروتازہ ہو گئے تھے مگر باہر گھولتے ہوئے ایک بار پھر گرمی کی شدت نے ان کو پریشان کر دیا تھا۔

”اس بار بہت بری جگہ کھنسے ہیں پیارے۔“ صفر نے خاور سے کہا تھا۔

”مجھے بھی اس قدر گرمی کی امید نہیں تھی۔“ خاور نے سر ہلا کر کہا۔

”افریقہ تو گرمی کی وجہ سے مشہور ہے۔“ صفر نے کہا۔

”اس سے تو اچھا تھا ہم کاٹج سے باہر ہی نہ نکلتے۔“ خاور نے کہا۔

”ہم لوگ یہاں کام کیلئے آتے ہیں۔“ صفر نے کہا۔ تفریح کرنے نہیں۔“

”تفریح۔“ خاور چونک کر بولا۔ اگر کوئی لاکھ روپے اور ساڑھے دسے تب بھی اس جہنم

میں تفریح کرنے نہ آؤں۔“

تم نے اسے جنہم کا نام غلط دیا ہے۔۔ صغدر نے کہا۔

وہ کیوں؟

جہاں اب ہم جاتیں گے وہ جگہ جنہم سے بھی زیادہ گرم ہے۔۔

یعنی ابھی آگے بھی جانا ہے۔؟

ہاں یہاں سے ہمیں سیراڈو نیویو جانا ہے اور وہاں سے اور آگے۔۔

مگر کیوں؟

اس کیوں کا جواب شاید ہم میں سے کسی کے پاس نہیں ہے۔۔

اس بار ایکسٹو بھی ساتھ ہے۔۔ خاور نے کہا۔

ہاں اور جانے وہ کہاں ٹھہرا ہوگا۔

صغدر۔۔ دفعتاً خاور نے بڑے جوش سے کہا۔ یہ ایک چھوٹی سی جگہ ہے۔۔

ہاں تو پھر۔؟

اس جگہ ایکسٹو خود کو ہم سے نہیں چھپا سکتا۔

کہنا کیا چاہتے ہو۔؟

یہی کہ ہمیں ایکسٹو کو تلاش کرنا چاہتے۔۔

اس کا انجام جانتے ہو۔؟ صغدر نے کہا۔

کھل کر تلاش کیوں کریں۔۔

پھر۔؟

اس وقت ہمیں گھوم پھر کر دوسرے ایجنٹوں اور پیراڈون کے بارے میں معلومات

حاصل کرنی ہیں نا۔؟

ہاں آگے کہو۔؟ صفدر نے پوچھا۔

بس اسی کی آڑ میں ہم ایکٹو کو تلاش کرنے کا مشن بھی پورا کر سکتے ہیں۔۔ خاور نے بیجا ڈیجے میں کہا۔

ناممکن ہے خاور ڈیٹر۔۔ صفدر نے کہا کیا ایکٹو نے بھی وہی سب کچھ نہیں سوچا ہو گا ج

اب ہمارے ذہنوں میں آیا ہے۔؟

کوشش کر دیکھنے میں کیا حرج ہے۔۔

بکریڈا کو کوشش۔۔ صفدر نے کہا۔ مگر مجھے انجام معلوم ہے۔۔

تم یہی کہو گے ناکہ ناکامی ہوگی۔؟

سو فیصدی۔۔ صفدر نے کہا۔ اس کے برعکس ہمیں اپنے کام سے کام رکھنا چاہیے۔۔

جیسے تمہاری مرضی۔۔ خاور نے کہا اس کے لہجے میں مایوسی تھی۔ وہ شہر میں گھوم پھر رہے

تھے یہاں ریڈا ٹین عورتوں مردوں اور بچوں کی بہتات تھی زیادہ تر عورتیں ٹھیلوں پر پھل فروٹ یا اس سے ملتی جلتی چیزیں فروخت کر رہی تھیں جن کو مقامی باشندے بڑی رغبت سے خرید رہے تھے۔

یہاں مکانات پختہ بھی تھے اور لکڑی کے بے ہوتے بھی جگہ انھوں نے سہہ منزلہ

عمارتیں دیکھی تھیں۔

بازاروں میں انہی کی طرح دوسرے سیاح بھی چلتے پھرتے نظر آ رہے تھے۔ فضا میں اب تک

سفید دھند باقی تھی شاید یہ ہر وقت ہی چھاتی رہتی تھی شہر کے ہر حصے سے شہر کے باہر پھیلے ہوئے

جنگل اور پہاڑوں کا طرزِ حصہ نظر آتا تھا جس پر ہریالی ہی ہریالی تھی۔

کہیں بیٹھتے ہیں۔۔ خاور نے کہا۔

۔ چلو۔۔ صدر نے ایک صاف ستھرے ہوٹل نما جھونپڑی خانے کے پاس رکیتے ہوئے

کہا۔!

”کیا لاؤں سینیور۔“ ایک ریڈانڈین نے ان کے پاس آکر پوچھا۔

”مینولے آؤ۔“ خاور نے کہا اور وہ لوٹ گیا پانچ منٹ بعد مینو ان کے ہاتھ میں تھا۔

خاور نے ایک نظر مینو پر ڈالی اور اسے صدر کی جانب بٹھا دیا۔

”مچھلی یا جھینگا۔“ صدر نے کہا۔ اس کے علاوہ گوشت میں ہم کچھ اور نہیں کھا سکتے۔“

فیش ڈرائی چپس اور سینڈوچ۔“ خاور نے ریڈانڈین سے کہا اور وہ واپس لوٹ گیا۔

انھوں نے ہال پر نظر ڈالی زیادہ تعداد وہاں مقامی لوگوں کی تھی مگر اس میں روسی امریکی فرانسیسی

اور دوسرے علاقوں کے لوگ بھی نظر آ رہے تھے۔

اپنے حلیوں سے وہ سیاح ہی نظر آ رہے تھے ان کے ساتھ لڑکیاں بھی تھیں یہاں ان کو

کچھ سی بھی نظر آ رہے تھے اور ظاہر ہے جہاں بی بی ہوں گے وہاں چرس اور دوسری نشے آور چیزیں

بھی ضرور ہوں گی۔

۔ یہ بی بی یہاں بھی چرس لے آتے ہیں۔“ خاور نے متہ بنا کر کہا۔

”یہ نشان کی زندگی ہے۔“

”کیا برازیل کے حکومت نے اس پر پابندی نہیں لگائی؟“

”پتہ نہیں۔“ صدر نے کہا۔ اگر پابندی لگائی ہوتی تو یہ اتنے کھلے بندوں چرس کا استعمال

نہیں کیا کرتے۔“

اب معلومات کہاں سے حاصل کریں؟

اس کے لئے کوئی مقامی گائیڈ ڈھونڈنا پڑے گا۔؟

”اس کے علاوہ بھی ایک طریقہ ہے۔“

”وہ کیا۔؟“

”کیوں نہ کسی پیشہ ور لڑکی سے یہ معلومات حاصل کی جائیں۔؟“

”مگر۔۔“ صدر نے کہا۔ ”ہم یہاں کے قاعدے قانون سے واقف نہیں ہیں ایسا نہ ہو کہ کوئی

نئی مصیبت اٹھ کھڑی ہو۔؟“

”ایسا نہیں ہوگا۔“

”مگر پیشہ ور لڑکی یا عورت تلاش کیسے کی جائے گی۔؟“

”ایسی عورت یا لڑکی کی تلاش زیادہ مشکل نہیں ہوتی۔“ خاور نے کہا ”آنکھوں کی انٹرنیشنل

زبان ایک لمحے میں پتہ بتا دیتی ہے۔“

”پھر کرو آنکھوں کی زبان استعمال۔“ صدر نے کہا اور ویٹر کو دیکھنے لگا جواب دے

لئے اسی طرف آ رہا تھا پھر وہ پلیٹیں رکھ کر کافی کا آرڈر سیکر ہوٹ گیا۔

”یار کافی کی بجائے کوئی ٹھنڈا مشروب منگانا تھا۔“ خاور نے ویٹر کے جانے کے بعد

صدر سے کہا۔

”اس گرم موسم میں ٹھنڈی چیز کا استعمال نقصان دہ رہے گا۔“

”ہو نہ ہو۔“ خاور نے پھلی کا پیس منہ میں رکھتے ہوئے کہا۔ ”وہ پورے مال کا جائزہ

لے رہا تھا۔“

جلد ہی اسے دور کرنے کی مینر پر ایک بیس ہائیس سالہ لڑکی نظر آ گئی وہ تنہا بیٹھی ہو

تھی اور ہر اس آدمی کو متوقع نگاہوں سے گھور رہی تھی جو اندر آ رہا تھا اس کے انداز و اطوار

اس کے پیشہ ور ہونے کے غماز تھے خاور نے پوری توجہ اس طرف مبذول کر دی۔

یہ بھی عنایت ہے کہ یہ لوگ انگریزی جانتے ہیں۔ ”صفر نے کہا اور قادر چونک پڑا۔
 ہاں ورنہ آؤں جاتے۔“ اس نے کہا اور دوبارہ لڑکی کی طرف دیکھنے لگا جب ویٹر کافی سکھ کر
 خالی برتن لے گیا تو صفر نے کہا۔

”کیا وہ مطلب کی ہے۔؟“
 ”ہاں ایسا ہی لگتا ہے مگر تم نے کیسے جانا کہ میں اسے دیکھ رہا ہوں۔؟“
 ”تمہارے ہانہاک سے۔“

”اچھا ٹھہرو۔“ خاور نے کہا لڑکی اب اسی کی جانب دیکھ رہی تھی جیسے ہی نگاہیں ملیں اس نے
 کی جبینش سے اشارہ کیا اور لڑکی کے چہرے پر گویا مسکراہٹ ابھر آئی وہ اپنی جگہ سے اٹھی اور سیدھی
 ہنا کی میز کی طرف چلی آئی۔

”بیٹھو۔“ خاور نے اس کے آتے ہی کہا۔
 ”پکا... پکا...“ اس نے انگریزی میں کہا۔
 ”ہاں پکا۔“ خاور نے جواب دیا۔

”پپاس ٹوٹا اور پپاس ٹوٹا دوسرا۔“ اس نے دونوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔
 ”اطمینان سے بیٹھ جاؤ۔“ صفر نے کہا۔ ہم تمہیں سوٹا سروں گے مگر اس مقصد کیلئے نہیں
 سمجھ کر تم اس طرف آتی ہو۔“

”پھر۔؟“ وہ آنکھیں نہپا کر بولی۔
 ”ہمیں کچھ معلومات درکار ہیں۔“
 ”اوہ گائیڈ۔ گائیڈ۔“ وہ خوش ہو کر بولی۔
 ”گائیڈ نہیں۔“ خاور نے کہا۔ تم سے کچھ باتیں کرنی ہیں۔“

کہہ دو۔۔ اس نے مایوسی سے کہا۔ مگر پہلے ڈال دو۔۔

یہ یو۔۔ خاور نے سوڈا لٹر کا نوٹ اس کی طرف بٹھراتے ہوئے کہا۔ سب سے پہلے یہ بتاؤ

کہ یہاں کا میٹر کون ہے۔؟

پیراڈون۔ پیراڈون۔ اس نے کہا۔

وہ کس قسم کا آدمی ہے۔؟

اچھا ہے۔۔ لڑکی نے کہا۔ مگر انھوں نے صاف طور پر محسوس کیا کہ وہ پیراڈون کے بارے میں

پوچھ گچھ کرنے پر خوفزدہ ہو گئی ہے۔۔

دیکھو۔۔ صدر نے کہا۔ ہم جو کچھ پوچھتے ہیں وہ صاف اور صحیح بتاؤ اور مت ہم کسی سے

نہیں کہیں گے اور سوڈا لٹر اور دیں گے۔۔

صحیح کہہ رہے ہو۔؟ اس کی آنکھوں میں شک و شبہ کی جھلک تھی۔

بالکل سچ۔۔

سفارت خانے کے آدمی ہو۔؟

نہیں۔۔ خاور نے کہا۔ صرف سیاح ہیں اور ایک کتاب لکھ رہے ہیں اس کے لئے ایسی ہی

معلومات کی ضرورت ہے۔۔

یہاں رائیٹر۔؟ اس نے جلدی سے پوچھا۔

ہاں۔۔ خاور نے سر ثبات میں ہلایا۔

وہ میٹر پیراڈون بد معاش ہے۔۔ وہ بتانے لگی۔ سارے بد معاش اس کے ساتھ ہیں

پولیس اس کے ساتھ ہے اور وہ سب سے ٹمکیں لیتا ہے۔۔

وہ کہاں رہتا ہے۔؟

جیفری ہال کے اوپر اس کی رہائش گاہ ہے۔

جیفری ہال کیا چیز؟

”میونسپل کارپوریشن کا دفتر اور کانفرنس ہال اسی کے اوپر وہ رہتا ہے اس کے پاس

پٹرول سے چلنے والی کار بھی ہے۔

اچھا سمجھ گیا۔ خاور نے کہا۔ اس کے پاس کتنے بد معاش ہیں۔؟

”بہت سارے۔ سب اس کے ہیں۔“

اس کا کوئی دشمن بھی ہے۔؟

”ہاں بہت سارے دشمن ہیں۔“

کیا یہاں جوتے فالتے ہیں۔؟

”ہاں بانڈا کے سرے پرین رات کو کھلتے ہیں۔ اس نے بتایا۔ میٹر مالک ہے ان کا۔“

کمشنر کون ہے۔؟

”جیو جیو۔“

بوٹھا آدمی ہے۔؟

نہیں۔ چالیس سال کا مضبوط آدمی ہے۔

یہاں اور بھی لوگ آتے ہوتے ہیں۔؟ خاور نے پوچھا۔

”سیاح۔؟“

ہاں سیاح بھی اور دوسرے لوگ بھی۔

اچھا سمجھی۔ اس نے تیزی سے سر ہلایا۔ تم جو کچھ جانا چاہتے ہو وہ میسر بھی جاتی تباہ

ہے چلو گے۔؟

کہا ہے وہ۔؟

۔ بالآخر کسے سمجھے جو مکان میں نا ادر وہ رہتا ہے۔

۔ اس وقت وہ وہاں ہوگا۔

۔ ہاں وہ ابھی وہیں پر ملے گا۔

۔ تو چلو پھر۔ صفر نے کہا۔

۔ دو بوتلیں بتیر کی لے چلو اسے بتیر پسند ہے۔

۔ ہونہ۔ صفر نے کہا۔

وہ لوگ کاؤنٹر پر آتے پھر بتیر کی بوتلوں سمیت پیسے دیتے اور باہر نکل آتے اسی لمحے ایک لمبے شرمگے آدمی نے ان کا راستہ روک لیا۔ صورت شکل سے وہ کوئی اچھا آدمی نہیں لگ رہا تھا۔

کیا بات ہے۔؟ خاور نے غرا کر کہا حمید انگریزی میں ادا کیا تھا۔

تم سے مطلب نہیں ہے سینیور۔ اس نے کہا اور اسی لمحے لڑکی نے اپنے بلاؤز کے گریبان سے دس ڈالر کا ایک نوٹ نکال کر اس کے ہاتھ پر رکھ دیا اور ان کو بیکر آگے بڑھ گئی۔ راہ روکنے والے نے اب کوئی تعرض نہیں کیا تھا۔

کون تھا یہ۔؟ خاور نے پوچھا۔

۔ پیراڈون کا آدمی۔ اپنا حصہ مانگ رہا تھا وہ۔

۔ وہ ہر ایک سے اسی طرح حصہ مانگتے ہیں۔؟

۔ ہاں آج کل سیرن ہے نا۔ اس لئے وہ اعتبار نہیں کرتے ورنہ ہر سفتے وصول کرتے ہیں

روز نہیں۔ اس نے آگے چلتے ہوئے کہا۔

، عجیب قسم کا آدمی ہے یہ سیراڈون۔، خادر نے اردو میں کہا۔

، کیا بولا۔، اس نے چونک کر پوچھا۔

، کچھ نہیں۔، خادر نے اس کی تسلی کی اور وہ آگے بڑھ کر ایک مکان میں گھس گئی اس کا

دروازہ کھلا ہوا تھا اور یہ وہ ٹکڑا ہوا تھا۔ یہاں دو کمرے تھے جس میں سے ایک میں ایک لمبے قد اور گھٹے ہوئے جسم والا آدمی بیٹھا ہوا تھا۔

اس کے سامنے میز پر تاش کے کھلے ہوئے پڑے تھے اور یہ عام تاش نہیں تھے ان میں درمیان میں مختلف قسم کی خوفناک شکلیں بنی ہوئی تھیں صرف کونوں پر تاش کے مخصوص نشان بنے ہوئے تھے۔ یہ وہ تاش تھے جو ووڈو (جادو) کرنے کے کام آتے ہیں۔،

، اے ان کو ادھر کیوں لاتی ہے اپنے کمرے میں لے جا۔، وہ ان کو دیکھ کر غرایا تھا۔

، یہ تمہارے لئے بتیر لاتے ہیں۔، اس نے بوتلیں اس کے سامنے رکھتے ہوئے کہا۔

، اور چاہتے کیا ہیں۔؟ اس نے سیدھے ہوتے ہوئے پوچھا۔

، کچھ معلومات چاہتے ہیں۔،

، اجنبی دوستوں کیا چاہتے ہو۔، اس نے خادر اور صفدر کو گھورتے ہوئے کہا۔ اس

کے سیاہ فام چہرے پر چمکنے والی تیز آنکھیں ان کو اپنے جسم میں کھبتی محسوس ہو رہی تھیں۔ وہ ایک چالاک اور کینہ پرور انسان نظر آ رہا تھا ٹھوڑی کی بناوٹ اسے سرد مہر اور سفاک بھی بتا رہی تھی۔

، معلومات چاہتے ہیں۔، خادر نے کہا۔ اور اس کا معاوضہ دیں گے۔،

، کس قسم کی معلومات چاہتے ہو۔، اس نے اپنی تیز اور بر بادینے والی آنکھوں سے

گھورتے ہوئے پوچھا۔ مقامی بدعاشوں کے سلسلے میں یا غیر ملکی ایجنٹوں کے۔،

”غیر ملکی ایجنٹوں کے بارے میں ابھی اور سپر اڈون کے بارے میں بھی۔“
 بیٹھ جاؤ۔“ اس نے لکڑی کی کرسیوں کی طرف اشارہ کیا اور وہ بھی بیٹھ گئے ویسے وہ دونوں ہی قسم
 کے حالات سے نمٹنے کے لئے تیار تھے۔

”چار سو ڈالر ہوں گے۔“ اس نے حریصانہ انداز میں کہا۔

”بہت زیادہ ہیں۔“ صفر نے کہا۔

”پورے شہر میں میرے علاوہ کوئی اور تم کو ایسا نہیں ملے گا جو تمہاری مطلوبہ معلومات دیا

کر سکے۔“

”یہ تم کیسے کہہ سکتے ہو۔؟“

”اس کی فکر مت کرو۔“ وہ غرا کر بولا۔ چاہو تو جا کر آزمالو۔“

”ہمارے پاس وقت نہیں ہے۔“

”پھر چار سو ڈالر دھیلے کرو۔“

”ہمیں کیسے یقین آئے کہ تم ہمیں ہماری مطلوبہ معلومات دیا کر ہی دو گے۔؟ صفر نے اس

کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے ہوئے کہا۔

”تم لوگ آج ہی یہاں آتے ہو اور تمہاری تعداد نو ہے تم یہاں سے سیر اڈو نیو یو جاؤ گے اور

وہاں سے آگے اس جہاد کی تلاش میں جو کچھ دن پہلے یہاں گر پڑا تھا اور جس میں ہیرے ہیں۔“ اس نے

صفر کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا۔

”تو تم ہمارے بارے میں جانتے ہو۔“ خاور نے کہا۔

”کیا یہ معلومات اس بات کا ثبوت نہیں ہیں کہ میں جو کچھ تم کو بتاؤں گا وہ صحیح اور سچ ہو گا۔“

”ہاں اس سے بھی ظاہر ہوتا ہے۔“ صفر نے اعتراف کیا۔

۔ ووڈو کبھی جھوٹ نہیں بولتا۔

۔ ووڈو۔ کیا مطلب۔؟ خادمہ چونکا تھا۔

تم اسے جادو کہتے ہو اور ہم ووڈو۔ اس نے ہلکا سا قہقہہ لگاتے ہوئے کہا۔ اور یہ جو کچھ

بتاتا ہے وہ صحیح ہوتا ہے پتھر کی لکیر کی طرح سے۔

گو یا تم یہ کہنا چاہتے ہو کہ تمہاری معلومات کا ذریعہ ووڈو ہے۔؟

۔ ووڈو سے میں اس بات کی تصدیق کرتا ہوں کہ ملنے والی معلومات صحیح ہیں یا نہیں رہ گیا معلومات

کا ذریعہ تو اس سے تمہیں کوئی مطلب نہ ہونا چاہیے۔

ٹھیک ہے تو شروع ہو جاؤ۔

۔ پہلے رقم بھر کا۔ اس نے عیارانہ مسکراہٹ سے کہا۔

تمہارا نام کیا ہے۔

۔ نام کوئی بھی ہو تمہارا مقصد حل ہونا چاہیے۔

۔ اگر کوئی حرج ہے تو نام مت بتاؤ۔

۔ نہیں پوچھو۔ مجھے سوما کہتے ہیں اور میری بہن کا نام مائےر ہے۔

۔ مین سوڈا لے کر کافی ہوں گے۔ صفر نے ٹوٹ نکالتے ہوئے پوچھا۔

۔ معلومات بھی اتنی ہی ملیں گی۔

۔ اوہ۔ صفر کے منہ سے نکلا وہ سمجھ گیا تھا کہ سوما بہت چالاک انسان ہے مگر یہ بھی ضروری

ہو گیا تھا کہ وہ اس سے معلومات حاصل کرتا۔ اگر اس نے ان کے اپنے بارے میں اتنی باتیں نہ بتائی ہوتیں تو

وہ یقینی طور پر چار سو ڈالر کا سن کر یہاں سے چلے جیتے کیونکہ اس کی شکل و صورت اسے بد معاش کینسر

اور سفاک ظاہر رہی تھی اور وہ اس کی باتوں کو دھوکہ ہی سمجھتے مگر اپنے بارے میں سننے کے بعد ان

کو اس بات کا یقین آگیا تھا کہ وہ بہت کچھ جانتا ہے یہاں آنے والوں کے بارے میں اس کی معلومات کافی وسیع ہیں ورنہ وہ ان کے بارے میں میں اتنی باتیں کیسے بتا دیتا۔ مگر یہ بات وہ ماننے کے لئے تیار نہیں تھے کہ وہ سب دو ٹوک کا ذکر نامہ ہے۔

اگر وہ جادو کا اتنا ہی ماہر ہوتا تو سیاحوں سے اس طرح روپے نہ بھرتا اور وہ ہی اس کی بہن ماترہ پیشہ ور بن کر سیاحوں کی وابستگی کا سامان فراہم کرتی۔ بہر حال ان کو آرم کھانے سے مطلب تھا، پیروں کی تعداد گننے سے نہیں۔ معلومات حاصل ہو جائیکے بعد ہی وہ اس کے حصول کا ذریعہ تلاش کر سکتے تھے۔ مفدر نے جار سو ڈالر کے نوٹ سو ما کی طرف بٹھادیئے۔

تنویر اور چہان کی نظریں دروازے سے باہر سڑک کے دوسری جانب بنے ہوئے پختہ مکانوں کی جانب بار بار اٹھ رہی تھیں اندازاً ایسا ہی تھا جیسے وہ کسی کے منتظر ہوں۔
 گرمی بہت زیادہ ہے چوہان۔ یہ تنویر نے ٹھنڈے مشروب کی دوسری بوتل خالی کرنے کے بعد کہا۔

میں نے پہلے ہی کہاں تھا کہ تم کافی یا چائے پیتو۔ چوہان نے چار کا کپ پرتح میں رکھتے ہوئے کہا
 اس جگہ ٹھنڈا مشروب نقصان دیتا ہے۔

مجھ سے اس موسم میں چائے یا کافی نہیں پی جاتے گی۔ تنویر نے بالسرمانہ بنا کر کہا۔ اس سے
 تو یہ بہتر ہے کہ میں کچھ استعمال ہی نہ کروں۔

پانی تمہارے جسم میں ہر وقت رہنا چاہیے۔ چوہان نے تبہنیہ کر کے والے انداز میں کہا۔ ورنہ
 یہ گرمی تمہیں چاٹ جاسے گی۔

اس جگہ امر لے کر کیا تک ہے۔

یہ چیف ہی کو معلوم ہوگا۔ چوہان نے کہا۔ ہم تو حکم کے غلام ہیں۔

مجھے علم ہوتا کہ یہاں اتنی گرمی ہے تو کبھی نہیں آتا۔

جغرافیہ نہیں پڑھا کبھی۔ چوہان نے طنز کیا۔

ہمیشہ کلاس میں دو مضامین میں کمزور رہا ہوں۔ تنویر نے بدستور منہ نہاتے ہوئے

کہا۔ ایک حساب میں دوسرے جغرافیہ میں۔

اگر معلوم ہی ہوتا تب بھی تم وہاں کسی حال میں نہیں چھوڑے جاتے۔

میں جمال گوتا کھالتا۔

چیف کے پاس ان چیزوں کا بہت آسان علاج ہوگا۔

بہر حال یہاں کام بھی ملا تو مکھی مار۔ تنویر جھلا گیا۔

مکھی تو آگے جا کر ماریں گے پیاسے۔

کیا مطلب ہے تمہارا۔

یہی کہ کل ہم لوگ یہاں سے سیلر ڈونیو کی طرف روانہ ہو جاتیں گے۔ چوہان نے کہا۔ اور

وہاں سے اصل مہم شروع ہوگی۔

کیا جنگل میں جاسوسی کریں گے۔ تنویر نے طنز یہ لہجے میں کہا۔

ہاں جہاں تک مجھے معلوم ہوا ہے اصل مہم جنگل ہی میں انجام دی جائے گی۔

یہ چوہان۔ تنویر نے راز دارانہ لہجے میں کہا۔ یہ کیسے آخر ہے کیا۔

کوئی جہاز گر گیا ہے اس کا ملبہ تلاش کرنا ہے۔

کس کا جہاز ہے۔

”ہماری ہی ایئر لائن کا مسافر بردار طیارہ ہے۔“

”کہیں اس کے بارے میں تو نہیں کہہ رہے جس کے تباہ ہونے کی خبریں ایک ہفتے قبل اخبارات میں شائع ہوتی تھیں۔؟“

”ہاں وہی۔“ چوہان نے کہا۔

”اس میں تو سوائے عملے کے اور کوئی نہیں تھا۔“ تنویر نے کہا پھر ایسی کیا خاص بات ہے جس کے لئے ہم لوگ یہاں آئے ہیں۔؟“

”کوئی خاص بات ہی ہوگی۔“ چوہان نے کہا۔ ”رنہ ہم لوگ یہاں کیوں آتے۔؟“

”اب ہم سے کہا گیا ہے کہ اس سکاری پارٹی کی نگرانی کریں اور اس کے بارے میں معلومات حاصل کریں جو اس سامنے والے مکالوں کی قطار کے آخری مکان میں ٹھہری ہوئی ہے۔ اس کا مطلب کیا ہے۔؟“

”چیف ہی جانے۔؟“

”کیوں تم کچھ نہیں جان سکتے کیا۔؟“

”تم بھی دماغ ٹڑا سکتے ہو۔“

”میلر دماغ تو اس گرمی نے ناکارہ کر رکھا ہے۔“ تنویر نے کہا۔

”دماغ کو حاضر رکھو پیارے یہ افریقہ ہے یہاں ذرا سی غفلت ہمیشہ کے لئے دفن کر سکتی

ہے اور رونے والوں کو پتہ بھی نہیں چلے گا کہ ان کا آدمی کہاں گیا۔“

”بہت کہانیاں سننا ہیں۔“ تنویر نے لاپرواہی سے کہا۔

”کہانی اور حقیقت میں بہت فرق ہوتا ہے پیارے۔“

”بہر حال تم مجھے یہ بتاؤ کہ ہمیں ان لوگوں کی نگرانی پر کیوں مقرر کیا گیا ہے۔؟“

”شاید چیف ان لوگوں کا پروگرام جاننا چاہتا ہے۔“

تو کیا یہ بھی ادھر ہی جا رہے ہیں۔؟
 یہاں ان کے علاوہ ایک پارٹی اور ہے جبکہ دو پارٹیاں جہاز کی تلاش میں یہاں سے
 جا چکی ہیں۔»

پھر تو کوئی بہت ہی اہم معاملہ نظر آتا ہے۔»
 »ہاں اہم بھی اور خطرناک بھی۔» چوہان نے کہا۔
 کیوں نہ ہم اس مکان میں گھس پٹریں۔؟
 گھسے بغیر کوئی چارہ نہیں ہے۔» چوہان نے کہا۔ مگر ذرا اندھیرا ہوتے دو۔»
 ابھی تو ہمیں اس کا ہی علم نہیں کہ وہ کتنے ہیں اور مکان کے اندر موجود بھی ہیں یا ہم یہاں
 جھک مار رہے ہیں۔»

وہ مکان میں موجود ہیں چیف کی اطلاع یہی ہے۔» چوہان نے کہا۔ رہ گیا تعلق کا مسئلہ
 تو یہ تو ہمیں پانچ مرد چار عورتیں۔»

»اور یہ شکار کے لئے آگے جائیں گے۔؟
 »شکار کا تو اصل یہاں ہے ورنہ اصل مقصد جہاز کی تلاش ہے۔»
 »بلرز ملی حکومت نے کیوں اسے تلاش نہیں کیا۔؟

»تہہ نہیں۔» چوہان نے سر ہلایا اور وہ خاموش ہو گئے۔» چوہان نے دوبارہ چاتے کا
 آرڈر دیا تھا جبکہ تنویر نے دو بوتلیں ٹھنڈے مشروب کی طلب کی تھیں۔ وہ اس وقت نیم نچتہ
 بنے ہوئے ایک ہوٹل کا جھونپڑے میں بیٹھے ہوئے تھے ویٹر نے ان کے آرڈر کی چیزیں لا کر رکھ
 دیں۔»

»کیا یہ شہر اتنا ہی دقیقاً نوی ہے۔؟ تنویر نے مشروب کی بوتل کھولتے ہوئے پوچھا۔

۔ پہلیا تے بنا کر دو گھونٹ بھرے پھر بولا۔

۔ اصل شہر یہاں سے ڈیڑھ میل کے فاصلے پر ہے۔

۔ پھر یہاں کیوں رکا گیا ہے۔؟

۔ سیارڈونیو یوکارا ستہ یہاں سے قریب ہے۔ چوہان نے بتایا۔ شہر چلے جاتے تو پھر واپس

اندھری آنا پڑتا۔

۔ ہوتہ۔۔ تنویر نے ہنکارہ بھرا اور مشروب کی چکیاں لینے لگے پھر جب خوب اندھیرا

پھیل گیا تو وہ بل ادا کر کے باہر نکل آتے تھے۔

۔ اب کس طرف۔؟

۔ ہم عقب سے گھوم کر جاتیں گے۔ چوہان نے کہا۔

۔ یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ ہماری بھی نگرانی کراتی جا رہی ہو۔؟

۔ میں نے اس امکان کو شروع ہی سے مد نظر رکھا ہے۔

۔ پھر۔؟ تنویر نے پوچھا۔ مجھے تو کوئی مشکوک آدمی نظر نہیں آیا۔

۔ مجھے بھی کوئی نظر نہیں آیا اور اس کا مطلب ہے کہ ہماری نگرانی نہیں کی جا رہی۔

۔ شاید۔۔ تنویر نے کہا۔ وہ لوگ ہمیں اہمیت نہ دے رہے ہوں۔

۔ یہی بات ہوگی۔ چوہان نے کہا۔ کیونکہ اصل مقابلہ تو جنگل ہی میں ہوگا۔

۔ اوہ۔۔ دفعتاً تنویر ٹھٹھک گیا اس کی نگاہ سامنے اٹھی ہوتی تھی یہ ان مکانوں کا عقبی

حصہ تھا جن کے آخری مکان کی وہ نگرانی کرتے رہے تھے۔

کیا ہوا۔؟ چوہان نے پوچھا پھر خود ہی اس کی سمجھ میں تنویر کے ٹھٹھکنے کی وجہ آگئی۔ جس مکان

میں وہ سکاری پارٹی ٹھہری ہوئی تھی اس کے عقبی دروازے کے پاس ایک بڑی جیب کھڑی ہوئی

تھی اور کچھ لوگ اس پر سامان یا کر رہے تھے۔

”یہ لوگ تو شاید جا رہے ہیں۔؟“ تنویر نے کہا۔

”مکن ہے۔۔ چوہان نے کہا۔ مگر وہ نو آدمی اس کیلی جیب میں نہیں جاسکتے کم از کم دو

گاٹیاں ہوں۔“

”کیا یہ مکن نہیں کہ کچھ لوگ ہمارے آنے سے پہلے روانہ ہو چکے ہوں اور یقیناً اب جا رہے

ہوں۔“

اس گاڑی کے چلے جانے کے بعد دیکھیں گے کہ اصل معاملہ کیا ہے۔“ چوہان نے کہا۔ اگر

وہ روانہ ہو چکے ہیں تو فوری طور پر چیف کو اطلاع دینی پڑے گی۔“

”یار چوہان ایک بات صبح سے میرے ذہن میں کھٹک رہی ہے۔“

”وہ کیا۔؟“

”کیا ہم اس جگہ اکیٹو کو تلاش نہیں کر سکتے۔؟“

”اس جگہ سے کیا مراد ہے۔؟“

”مطلب یہ ہے کہ یہ چھوٹی سی جگہ ہے۔“ تنویر نے کہا اور ہم لوگ مقامی باشندوں میں

الگ سے پھیلے جاسکتے ہیں تو کیا تھوڑی سی محنت کر کے اکیٹو کو بے نقاب نہیں کر سکتے۔؟“

”چیف کو تلاش کرنا اتنا ہی آسان ہوتا تو پھر وہ چیف نہ ہوتا۔“ چوہان نے کہا۔ کسی تو

خانے کا منشی ہوتا۔“

”تم نہ مانو پیارے چوہان۔“ تنویر نے کہا۔ مگر ہم اگر کوشش کریں تو اس علاقے میں اکیٹو کو

آسانی سے بے نقاب کر سکتے ہیں۔“

”ہشت چیف کا نام مت و۔“ چوہان نے اسے جھاڑا۔

کیوں یہاں ہے ہی کون۔؟ تنویر نے چاروں طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ وہ لوگ اس وقت صبح
جگہ کھڑے تھے وہاں سے جیپ والے ان کو نہیں دیکھ سکتے تھے کیونکہ یہاں اندھیرا بھی تھا اور وہ ایک
مکان کے آگے بنے ہوئے چوہی سائبان کے نیچے کھڑے تھے۔
کان دیواروں کے بھی ہوتے ہیں۔ چوہان نے کہا۔

”وہ تو روانہ ہو گئے۔“ تنویر نے کہا۔ جیپ اب روانہ ہو چکی تھی پھر وہ کافی دور جا کر گھوٹی
اور نگاہوں سے اوجھل ہو گئی۔ وہ دونوں اپنی جگہ سے نکلے اور اسی طرف چلنے لگے۔
”یو اورتیار رکھنا۔“ چوہان نے تنبیہ کی اور دستانے پینے لگا۔

بے فکر ہو کوئی موقعہ آیا تو تم سے پہلے گولی چلاؤں گا۔ تنویر نے منہ تبا کر کہا۔ اسے چوہان
کی یہ بات بری لگی تھی۔ وہ لوگ مطلوبہ مکان کے عقب میں پہنچ گئے یہاں دروازہ بند تھا اور اندر سے
کنڈی لگی ہوئی تھی۔ چوہان نے پیچھے ہٹ کر دروازے کی دیوار کا جائزہ لیا اور اندازہ لگایا کہ وہ
آسانی سے اوپر چڑھ سکتے ہیں۔ پھر ہی کیا تھا۔ وہ دیوار میں ابھرے ہوئے پتھروں کے سہارے
اوپر چڑھ کر پہلی منزل کی کارلسن تک پہنچ گئے کارلسن کسی سائبان کی طرح کافی چوڑی تھی اور سکون کی
شکل میں مکان کے گرد گھومی ہوئی تھی۔

وہ کارلسن پر چڑھ کر اوپر ہی منزل کے سرے والے کمرے کی کھڑکی تک پہنچ گئے یہاں کھڑکیوں
میں شیشے نہیں تھے صرف گتے لگا کر خلا بند کیا گیا تھا۔ چوہان نے ایک پٹ دھکیلا کھڑکی اندر سے
بند نہیں تھی اور اندر اندھیرا تھا پہلے انھوں نے کمرے میں سے کسی آہٹ کو سننے کی کوشش کی پھر وہ کمرے
میں داخل ہو گئے۔ آدھے گھنٹے میں بڑی احتیاط سے انھوں نے اوپر کی منزل کا پوری طرح سے جائزہ
لیے لیا۔ یہاں کوئی نہیں تھا انھوں نے لاٹ کہیں کی نہیں جلائی تھی صرف پن ٹارچ کی مدد سے جائزہ
لیا تھا۔ وہ نیچے جانے والے زنیوں کی طرف بڑھے۔ یہ ایک ہال کمرہ تھا جس میں وہ پہنچے تھے۔

”یہ تو خالی ہے پیارے۔“ تنویر نے کہا۔

”ایسا ہی لگتا ہے کہ یہ لوگ روانہ ہو گئے ہیں۔“ چوہان نے تائید کی۔

”مگر چوروں کی طرح جانے کی کیا ضرورت تھی۔؟“

”مکن ہے وہ دوسری پارٹیوں سے اپنی روانگی چھپانا چاہتے ہوں۔“

”مگر ایک بات اور ہے پیارے۔“ تنویر نے کہا۔ ”اگر وہ روانہ ہو گئے ہیں تو عقبی دروازے

کی اندر سے کٹڈی کس نے لگائی تھی۔“

”اوہ ہاں۔“ چوہان بھی چونکا تھا۔ اس کا مطلب ہے یہاں کوئی نہ کوئی موجود ہے۔“

”خطرہ۔؟“ تنویر نے کہا مگر ان کو خطرے کے ادارک میں دیر ہو گئی تھی بیک وقت ان دونوں

کی گردنوں پر ضرب لگی اور ان کے سر آپس میں ٹکرا گئے۔ چوہان فوراً ہی نیچے بیٹھ گیا پن ٹارچ اس نے

سمجھا دی تھی ٹھیک اسی لمحے اس نے تنویر کی کراہی اس نے پن ٹارچ جیب میں رکھی اور ریوالور نکالا

لیا دفعتاً کوئی اس سے ٹکرایا تا مافوس سی ہوا اس کے منتقنوں میں گھسی اور اس نے پوری قوت سے ریوالو

کو دستے کی طرف سے ٹکرائے والے کے رید کر دیا۔

”ٹہری تیز کراہ بلند ہوئی تھی چوہان نے دوسری ضرب لگائی اور ٹہری تیزی سے اٹھا اس کا

سر اور شانے کسی سے ٹکراتے تھے پھر ایسی آواز ہوتی جیسے کوئی گرا ہو۔ دفعتاً وہاں پن ٹارچ کی

روشنی پھیل گئی۔

چوہان نے دیکھا وہ کوئی سیاہ فام تھا اور ٹہری تیزی سے اس نے ریوالور نکالا تھا اگرچہ چوہان

نے ٹریگر دبانے میں ایک لمحے کی دیر کی ہوتی تو خود وہ مارا جاتا کمرے میں ملکی سی ٹھٹس کی آواز ہوتی

اور سیاہ فام فرش سے کئی فٹ اچھل پڑا پھر ساکت ہو گیا اس کے ماتھے سے خون کی دھار نکل

رہی تھی۔

ہیں اب نکل چلو۔ چوہان نے تنویر کی آواز سنی۔

”نم ٹھیک ہونا۔“

”ہاں میں ٹھیک ہوں۔“

”پھر کرا ہے کیوں تھے۔“

”اس نے پیٹ میں گھونسنہ مارا تھا بے ساختہ کراہ نکل گئی۔ تنویر نے کہا۔ کبخت بہت طاقتور

تھا۔“

”آؤ دوسرے کمرے دکھیں۔“

”میرا خیال ہے نکل چلو ورنہ کہیں کسی مصیبت میں نہ پھنس جائیں۔“

”اس کے علاوہ یہاں کوئی اور نہیں ہے۔ چوہان نے کہا۔ ورنہ اب تک وہ بھی سامنے آچکا

ہوتا اس لئے بے فکری سے تلاشی لو۔“

”اؤ پھر۔“ تنویر نے کہا اس منٹ میں انھوں نے کمرے دیکھ ڈالے یہاں ان کو کوئی ایسی چیز نہیں

ملی جیسے وہ کام کی کہہ سکتے وہ پھر اسی کمرے میں آگئے جس میں لاش پڑی تھی۔

”اس کی تلاشی لو۔“ چوہان نے کہا اور تنویر لاش پر جھک گیا۔

”نوٹوں کی ایک گڈی اور ریواور کے راؤنڈ کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔“ تنویر نے دونوں

چیزیں نکالتے ہوئے کہا۔

”راؤنڈ رہنے دو نوٹوں کی گڈی نکال لو۔“

”شاید ان لوگوں کو شبہ ہو گیا تھا۔“ تنویر نے کہا۔ اور یہ کراہے کا قاتل وہ ہمارے لئے

چھوڑ گئے تھے۔“

”مکان ہے ایسا ہی ہو۔“ چوہان نے دروازے کی کنڈی کھول کر باہر جھانکتے ہوئے

کہا۔ یہ مکان کا اگلا حصہ تھا اور مشرک دور ہوٹل تک سنسان پڑی تھی مگر اس سے پہلے کہ وہ سڑک پر نکلتے گلی کے سرے پر سائرن سنائی دیا اور ایک کار اندر داخل ہو گئی۔ چوہان نے جھپٹ کر دروازہ بند کیا اور تنویر کا ہاتھ پکڑ کر عقیقہ دروازے کی جانب دوڑا جب وہ دروازے سے نکلے تو پولیس کار کا سائرن اسی مکان کے سامنے سے سنائی دے رہا تھا۔ وہ اس راستے پر دوڑتے چلے گئے جس سے ادھر آتے تھے۔

کیا سوچ رہے ہو ڈار لنگ۔

”کچھ نہیں۔“ طاہر نے جواب دیا۔

”کچھ تو سوچ رہے ہو ورنہ یوں چپ چاپ نہ رہتے۔“

تم جاؤ آرام کرو۔“ طاہر نے ناگوار سی سی جواب دیا۔

یہ رات تنہا سونے کے لئے نہیں ہے ڈار لنگ۔ عورت اٹھلا کر بولی۔

دیکھو۔ طاہر یعنی بلیک زیرو نے عورت کو گھورتے ہوئے کہا۔ میں نے تین دن کے لئے تم کو

دو گنے دام دے کر صرف اس لئے ایگے کیا ہے کہ میں یہاں رہنا چاہتا ہوں تمہارے حیم سے کھیلنا

نہیں چاہتا۔

وہ تو ٹھیک ہے۔ عورت نے معنی خیز لہجے میں کہا۔ مگر یہ میری پیشکش ہے میں اس کا تم سے

اضافی معاوضہ نہیں لوں گی۔

۔ شٹاپ۔۔ بلیک زیرو غرایا۔ اگر تم چاہتی ہو کہ میں دوسری جگہ نہ جاؤں تو وہی کرو جو میں

کہتا ہوں۔۔

۔ ہونہ۔۔ عورت نے غصیلے انداز میں کہا اور کمرے سے نکل گئی اپنے پیچھے اس نے بڑے

زور سے دروازہ بند کیا تھا۔

۔ بیوقوف احمق۔۔ بلیک زیرو بڑبڑایا۔

۔ آپ نے مجھ سے کچھ کہا سنیور۔۔، دفعتاً کسی نے کہا اور بلیک زیرو چونک کر مڑا دروازے

میں ایک سیاہ فام کھڑا ہوا تھا۔

۔ آؤ ماری پھاگا۔۔ بلیک زیرو نے کہا۔

۔ کیا بات ہے آپ کچھ غصے میں ہیں سر۔۔ ماری پھاگالے قریب آتے ہوئے کہا۔

۔ تمہاری بیوی۔۔ بلیک زیرو نے کہا۔

۔ اوہ سمجھا۔۔ ماری پھاگالے کہا۔ اس نے آپ کو رات گزارنے کے لئے کہا ہو گا میں اسے

سمجھا دوں گا سنیور۔ وہ اب پریشان نہیں کرے گی۔۔

۔ شکریہ۔۔

۔ آپ اکرام نہیں کریں گے سر۔؟

۔ میں کچھ دیر کے لئے باہر جاؤں گا۔۔ بلیک زیرو نے کہا۔

۔ کوئی خاص بات سر۔؟

۔ ہاں مجھے اس شکار کی پارٹی کو دیکھنا ہے۔۔

۔ وہ پارٹی تو روانہ ہو گئی سر۔۔

۔ کیا۔؟ بلیک زیرو چونکا تھا۔

۔ یس سر۔ آج رات شروع ہوتے ہی وہ دو گاڑیوں میں بیٹھ کر یہاں سے آگے چلے گئے

ہیں۔ ماری بھاگائے بتایا۔

۔ یہ تم کو کیسے معلوم ہوا۔؟

۔ سارے علاقے کو معلوم ہے سر۔

۔ کیا مطلب۔؟ بلیک زیرو نے الجھ کر کہا۔ کیا وہ جاتے ہوئے ڈھنڈورا پیٹ کر گتے ہیں۔؟

۔ ڈھنڈورا۔؟ ماری بھاگائے دوہرایا۔ میں سمجھا نہیں سر۔

۔ مطلب یہ کہ کیا وہ اعلان کر کے روانہ ہوتے ہیں۔؟

۔ نہیں سر یہ بات نہیں ہے۔

۔ پھر سارے علاقے کو ان کی روانگی کے بارے میں کیسے معلوم ہے۔؟

۔ ان کی رہائش گاہ پر ایک آدمی کی لاش پائی گئی ہے سر۔

۔ کون ہے وہ۔؟

۔ مقامی آدمی ہے سر۔

۔ اس کا ان لوگوں سے کیا تعلق۔؟

۔ وہ یہاں کے بدعاشوں میں سے تھا سر۔ ماری بھاگائے بتایا۔

۔ تو وہ لوگ اسے گولی مار گتے۔؟

۔ پولیس کا خیال ہے کہ اس نے امریکن شکاریوں کو لوٹنا چاہا ہوگا جس پر ان میں سے

کسی نے اسے گولی مار دی ہے۔

۔ کیا پولیس ان کے تعاقب میں گئی ہے۔؟

۔ پتہ نہیں جناب البتہ پولیس کو ایک پڑوسی نے دو آدمیوں کے بارے میں بتایا ہے کہ وہ

اسی مکان کے عقبی حصے سے نکل کر بھاگے تھے جس میں امریکن ٹھہرے ہوئے تھے اور جہاں قتل ہوا ہے۔»

» پتہ لگا دو کون تھے۔؟

» نہیں سر۔ یہاں کی پولیس اتنی ذہین نہیں ہے کہ وہ فوراً ہی قتل کا سراغ لگا کر قاتل

کو پکڑ لے۔»

» قاتل تو سامنے ہی ہیں یعنی امریکن۔»

» تو سر۔» وہ بولا۔ ان دو آدمیوں کی وجہ سے بات الجھ گئی ہے جو عقبی حصے سے نکل کر

بھاگے ہیں۔»

» اچھا خیر یہ بتاؤ تم نے میرے کام کا کیا کیا۔؟

» میں نے آپ کے لئے ایک گاڑیڈ کا انتظام کر دیا ہے سر وہ پیسے تو زیادہ لے گا مگر شاید

اس سے اچھا گاڑیڈ نہ مل سکے۔»

» آدمی کیسا ہے۔؟

» جتنک وہ آپ کی ملازمت میں رہے گا آپ کا وفادار رہے گا۔» ماری پھاگالے

کہا۔ یہ اس کی عادت ہے۔»

» لالچی ہے۔»

» لالچی آدمی وفادار نہیں ہوتے جناب۔»

» اس سے کب ملا رہے ہو۔؟

» آج اور ابھی وہ ہوٹل میں ہمارا منتظر ہے۔»

» چلو پھر۔» بلیک ڈیر ورنے کہا۔ جب اس سے ملاقات طے کر آتے تھے تو منجھ سے یہ

کیوں کہہ رہے تھے کہ آپ آرام نہیں کریں گے۔؟
 ”اس لئے کہ اگر آپ آرام کرنے کے موڈ میں ہوتے تو میں یہ ملاقات صبح تک کیلتے ملتوی کر دیتا سر۔“

”میں کام پہلے کرنا چاہتا ہوں آرام بعد میں۔“ بلیک زیرو نے مکان سے باہر نکلتے ہوئے کہا۔

”آپ ایسے ہی لگتے ہیں جناب۔“ ماری پھاگانے ساتھ چلتے ہوئے کہا وہ لوگ شرک پر نکل آتے۔

بلیک زیرو نے ایئر پورٹ سے باہر آتے ہی اس قسم کے آدمی کا تلاش شروع کر دی تھی جس کے ہاں وہ دو تین دن رہ سکے۔ وہ کسی عام جگہ پر ٹھہر کر اپنے ساتھیوں یا دوسری پارٹیوں کی نگاہوں میں نہیں آنا چاہتا تھا۔

اس نے ایئر پورٹ سے نکل کر ایک ہوٹل میں عمران کی کال کا انتظار کیا تھا پھر حیب عمران نے اسے مقامی ایکسٹ سے ملنے والی رپورٹ سنا دی تب وہ وہاں سے روانہ ہوا تھا اسے زیادہ پریشان نہیں ہونا پڑا تھا۔

ایک پیشہ در عورت کے ذریعے وہ ماری پھاگانے تک پہنچا تھا وہ دونوں میاں بیوی تھے بلیک زیرو نے ان کے بتاتے ہوئے معاوضے سے دو گنا معاوضہ دے کر دونوں کو اس بات پر راضی کر لیا تھا کہ وہ ان کے ہاں تین دن رہے گا۔

اور اس دوران وہ کسی اور سے رابطہ نہیں رکھیں گے اور وہ ماری پھاگانے سے جو کام لے گا اس کا معاوضہ الگ دے گا۔

ماری پھاگانے کی توقع پر پورا اترتا تھا اور وہ معاوضہ پر اس کے لئے اس کی مرضی کے مطابق

لاکڑ پتھا۔

اس نے امریکن اور مشرق بعید والی پارٹی کی نگرانی کا کام اسے سونپا تھا اور ایک دہین چالاک اور وفادار رہنے والے گائیڈ کی تلاش کے لئے بھی کہا تھا اس نے یہ کام بحسن و خوبی کئے تھے اور اب وہ گائیڈ سے ملنے جا رہا تھا۔ وہ دو فرلانگ دو سائیک ہوٹل میں پہنچے تھے۔

یہاں وہ موجود تھا۔

..سینورا احمد اوزیہ ہے موتو۔۔ ماری پھاگانے دونوں کا تعارف کراتے ہوئے کہا۔
..بیٹھتے۔۔ موتو نے کہا اور وہ بیٹھ گئے۔

”تم کو ماری پھاگائے سب کچھ تہا دیا ہوگا۔“ بلیک زیر و نے کہا۔
 ”ییس سر۔“ موتو نے سر ہلادیا۔

ابتم جاؤ ماری پھاگا۔ بلیک زیر دس ڈالر کا ایک نوٹ ماری پھاگا کو دیتے ہوئے
کہا۔ میں خود پہنچ جاؤں گا۔

”یہ سنو۔“ ماری پچھا گانوٹ لیکر اٹھ گیا۔

کوئی راز کی بات ہے سر۔؟ موتوں نے پوچھا۔

”ہاں میں نہیں چاہتا کہ تمہارا معاملہ اس کے علم میں آئے۔“

”اسی لئے آپ نے اسے بھیج دیا ہے سر۔“

ہاں اب کام کی بات ہو جاتے۔ بلیک زیرو نے کہا۔ میں تم کو یہاں سے چوچنگا تک اور

ضرورت پیری تو اس سے بھی آگے لے جانا چاہتا ہوں۔

”میں سمجھ گیا سر۔“ موتو نے کہا۔ آپ نے ہیروں کا تذکرہ سن کر اس طرف جانے کا پیر و گرام

نہایت ہے۔

یونہی سمجھ لو۔ بولو چلو گے۔؟

”وہاں بہت خطرات ہیں سر آپ کو ان کا علم ہے۔؟“

”ہاں اچھی طرح سے۔“

”مکن ہے ہم دونوں میں سے کوئی یاد دونوں ہی واپس نہ آتیں۔“

”مجھے ہر چیز کا علم ہے بولو ساتھ چلو گے۔؟ بلیک زیرو نے پوچھا۔

”ایک ہزار ڈالروں کا سرورس کے بدلے آپ کے ہر حکم کی تعمیل کروں گا اور آپ کی ہر بات

اس سینے میں دفن رہے گی۔“ اس نے سینے پر ہاتھ مار تے ہوئے کہا۔

”ہونہہ۔“ بلیک زیرو نے سر ہلادیا۔

تھوڑی سی دیر کی گفتگو کے بعد ان کے درمیان بات طے ہو گئی اور بلیک زیرو نے ایک ہزار

ڈالر اسے دیدیتے۔ اور موتو ایک گھنٹے بعد اسی جگہ ملنے کا کہہ کر روانہ ہو گیا اس کا کہنا یہ تھا کہ وہ رقم

اپنے گھروالوں کو دیکر اور ان کو بتا کر آجاتے گا۔

بلیک زیرو نے اسے ایک ہزار ڈالر دے کر صرف اس لئے جانے کی اجازت دیدی تھی کہ اسی

مرحلے پر وہ اس کی وفاداری اور ایمانداری کا اندازہ کرنا چاہتا تھا۔ اگر وہ ان باتوں پر پورا اترا تو

واپس ضرور آتا۔

بصورت دیگر اس کی واپسی نہ ہوتی اور بلیک زیرو کو ایک بے ایمان آدمی سے ٹھیکارہ

مل جاتا اور نہ یہ بھی مکن تھا کہ وہ کسی اہم موقع پر اسے دھوکہ دے کر کہیں پھنسا دیتا۔ بلیک زیرو

نے کافی منگائی اور آہستہ آہستہ پینے لگا۔

وہ اس دوران حالات پر غور کر رہا تھا اب تک کی رپورٹیں حوصلہ افزا نہیں تھیں اسے پوری

طرح یقین تھا کہ آگے چل کر اس کی ٹیم کے ہر نمبر کو موت اور زندگی کی جدوجہد سے نبرد آزما ہونا پڑیگا

ان کو جنگلات کے خطرات سے قہنا خطرہ تھا اس سے زیادہ ان پارٹیوں سے تھا جو مختلف قسم کا ڈھونگ رچا کر روانہ ہوتی تھیں۔

وہ جانتا تھا کہ ان میں سے کوئی بھی نہ تو کان کنی کے لئے آیا ہے اور نہ ہی ارضیات کا سروے کرنے۔ وہ سب ہی شکاری تھے۔

انسانوں کے شکاری۔

ان سب کا ایک ہی نظریہ تھا دشمن کو ختم کرنا اور کمپیوٹر کو اپنے ملک لے جانا۔ اور اس معاملے میں اسے ہر حال میں سبقت حاصل کرنا تھی جس طرح وہ ہر قسم کے اسلحہ سے لیس اور پوری تیاریوں کے ساتھ یہاں پہنچے تھے اسی طرح سے دوسری پارٹیاں بھی آئی ہوں گی۔ وہ سوچتا رہا اور وقت تیزی سے گزر رہا تھا۔

بلیک ریزر کی رگا ہیں سوچنے کے دوران بھی ہر طرف کا جائزہ لیتی رہی تھیں۔ وہ ان لوگوں میں سے نہیں تھا جو سوچنے کے دوران گرد و پیش سے بے خبر ہو جاتے ہیں۔ وہ تو ایک جاگتا ہوا آدمی تھا۔

اور اس وقت اس کے کاندھوں پر جوڑے دارین تھی وہ پہلے سے کہیں زیادہ تھکا سے تو اپنے ساتھیوں سے چھپ کر انہیں گائیڈ کرنا تھا۔
پروگرام عمران نے بنایا تھا۔

اور وہ یہ تھا کہ یہاں سے سیراٹو نیو یو وہ ساتھ ساتھ پہنچیں گے اور وہاں سے بلیک ریزر کسی گاڑی کی مدد سے ان سے آگے چلے گا اور راستے کے بارے میں ان کی رہنمائی بھی کرے گا اور خطرات سے آگاہ بھی۔

نو آدمیوں کی بہ نسبت ایک آدمی خطرہ جلد محسوس کر سکتا تھا اور اس سے بچ بھی

سکتا تھا۔

اسی لئے بلیک زیرو نے گا بیڈ تلاش کیا تھا اور ویسے بھی وہ خود ان راہوں سے واقف نہیں تھا جہاں وہ جا رہے تھے۔

جنگل کا ہر راستہ ایک جیسا ہوتا ہے گھنٹوں چلتے رہو مگر ایک ہی جگہ گھوم پھر کر آہنچو گے۔

ان راستوں کو تو وہی جان سکتے ہیں جو یہاں کے باسی ہوں ہر درخت پر ان کی نگاہوں میں مختلف نشانیاں پیدا ہو جاتی ہیں اور وہ اس جگہ کو کبھی نہیں بھولتے جہاں سے چلتے ہیں گزر جاتے ہیں۔ یاد رکھ لیتے ہیں۔

یہاں تو قدم قدم پر ایسے لوگوں کی ضرورت تھی۔

اس نے ایک لمبی سانس بھری اور کافی کا خالی کپ پر سے کھسکا دیا۔ گرمی کی شدت رات ہونے کے ساتھ کم ہو گئی تھی۔

مگر اب بھی ان کیلئے اتنی تھی جیسے ان کے اپنے ملک میں جون جولائی میں پڑتی ہے۔ مگر وہ وعدہ کے مطابق ٹھیک ایک گھنٹے بعد آکر موجود ہوا تھا۔

دیور تو نہیں ہوتی سر۔ اس نے آتے ہی پوچھا تھا۔

نہیں۔۔۔۔۔ بلیک زیرو نے کھڑے ہوتے ہوئے کہا پھر بل کی رقم مینر پر رکھی اور

بولا۔ چلو چلیں۔؟

کس طرف کو سر۔؟

میرے ساتھ ایک جگہ ٹھہرے ہوئے ہیں۔ بلیک زیرو نے کہا۔ میں ان کو چیک کرنا

چاہتا ہوں کہیں غفلت میں کوئی ان کو نقصان نہ پہنچاتے۔

چلتے جگہ مجھے دکھا دیجئے پھر سب کچھ میں کر لوں گا۔

چلتے رہو ہم اسی طرف جا رہے ہیں۔، بلیک زیرو نے کہا اور موتو خاموش ہو گیا۔ رات کے دو بجنے والے تھے اور یہاں ہر طرف سناٹا پھیل گیا تھا۔ کسی کسی جگہ کوئی آدمی نظر آ جاتا تھا اور نہ گلیاں اور سڑکیں سنسان پڑی تھیں۔

پیراڈون کیسا آدمی ہے۔؟ بلیک زیرو نے پوچھا۔

بہت بزر۔، موتو نے کہا پھر اس نے جو کچھ بتایا وہ اس سے مختلف نہیں تھا جو عمران کو مقامی ایجنٹ بتا چکا تھا۔

پھر تم لوگوں نے اسے میٹر کیوں منتخب کر رکھا ہے۔

کہاں سر۔، موتو نے کہا۔ وہ اپنے بد معاشوں کے بل بوتے پر میٹر بنا ہے۔

وہ کیسے دوست۔؟

پیراڈون کے مقابلے پر جو بھی کھڑا ہوتا ہے سر اس کو پیراڈون کے آدمیاں تو قتل کر ڈالتے یا پھر اس کے گھر والوں کو نقصان پہنچاتے ہیں جس کی وجہ سے پیراڈون کے مقابلے میں کھڑا ہونے والا ہٹ جاتا ہے اور وہ بلا مقابلہ میٹر بن جاتا ہے۔

تو یہ بات ہے۔، بلیک زیرو نے کہا۔ دنیا کے ہر ملک میں دھاندلی ایک جیسی ہوتی ہے

یہ اس نے دل ہی دل میں سوچا تھا۔

کیا وہ اس کاٹیج میں ٹھہرے ہوتے ہیں سر۔، موتو نے ایک جانب اشارہ کیا۔

ہاں وہی کاٹیج ان لوگوں کی رہائش گاہ ہے۔، بلیک زیرو نے کاٹیج کو دیکھتے ہوئے

کہا اور چونک پڑا۔

وہ اس وقت عمران کے رہائشی کاٹیج کے عقبی حصے والے راستے پر تھے ایسا اس لئے

کیا گیا تھا کہ کوئی اگر کاٹیج کی نگرانی کر رہا ہو تو وہ اس کی نگاہوں میں نہ آسکیں۔ اس کے چونکنے کی وجہ وہ دوست تھے جو کاٹیج کی کھڑکی کے پاس کھڑے ہوتے تھے ان کے قد اس بات پر دال تھے کہ وہ مقانی باشندے ہیں مگر ان کا وہاں کیا کام۔ ؟



کیا رہا۔ لکڑی کی بھری اور بے ڈول کرسی پر بیٹھے ہوتے قوی الجشہ اور خدیت صورت آدمی
نے سامنے کھڑے ہوتے ریڈانڈین سے پوچھا۔
اس ریڈانڈین کے چہرے پر نہ تو رنگ سے نقش و نگار پنے ہوتے تھے اور نہ ہی وہ
نسکاتھا۔

بلکہ اس کے جسم پر تیلون اور قمیض تھی۔ قمیض کا ایک طرف کا ابھار یہ تبار ہاتھ لگا اس نے
قمیض کے اندر نعل میں ہوسٹر ٹسکا یا ہوا ہے جس میں یقینی طور پر بھرا ہوا ریو اور ہوگا۔ یہ ایک جدید
انداز کا بنا ہوا کمرہ تھا۔

کمرے کی بجائے اسے ہال کہنا زیادہ مناسب تھا کم از کم بیس گز چوڑا اور پچیس گز لمبا
ہال تھا۔

اس میں ایک جانب ترتیب سے کسی سینما ہال کی طرح کرسیاں رکھی ہوئی تھیں وہ جس جگہ

بیٹھا تھا اس کے سامنے ایک لمبی بیضوی میز تھی ایک جانب صرف اس کی کرسی تھی جبکہ دوسری جانب میز کے گرد آٹھ کرسیاں رکھی تھیں۔

وہ پارٹی روانہ ہو چکی ہے اور ان کے مکان سے اس آدمی کی لاش ملی ہے جو ان کے لئے کام کر رہا تھا۔ ”ریڈانڈین نے کہا۔

گویا وہ اسے قتل کر کے گتے ہیں۔؟

”ایسا ہی لگتا ہے سر۔“ ریڈانڈین نے کہا۔ ”یہ پڑوسیوں کا بیان ہے کہ اس مکان پر جس وقت پولیس پہنچی ہے اسی وقت دو آدمی عقبی دروازے سے نکل کر بھاگتے ہوئے دیکھے گئے تھے۔“

”پتہ لگا وہ کون تھے۔؟“

”نوسر کافی کوشش کے باوجود ہم ان دو آدمیوں کا پتہ نہیں لگا سکے کہ وہ کون تھے اور مکان میں کیا کر رہے تھے۔“

”کہیں ایسا تو نہیں کہ وہ انہی امریکنوں کے آدمی ہوں اور اسے ٹھکانے لگانے کے بعد بھاگ کر اپنے ساتھیوں سے جا ملے ہوں۔؟“

”ہو سکتا ہے ایسا ہی ہو۔ کیونکہ وہ مقامی آدمی نہیں تھے۔“ پڑوسیوں نے ان کے قد

کی بنا پر یہ خیال ظاہر کیا تھا۔

”ان کے پیچھے کون گیا ہے۔؟“

”مردست کوئی نہیں گیا خباب۔“

”کیوں۔؟ وہ غرایا تھا۔“

جو آدمی گیا تھا اس کی موٹر سائیکل نیچر ہو گئی تھی اس لئے اسے راہ ہی میں رک جانا پڑا اور

اس وقت بھی وہ آبادی کے سرے پر موجود ہے۔

• پنچر کیسے ہوا۔؟ وہ غرایا۔ کیا اس نے چلتے ہوئے موٹر سائیکل چیک نہیں کی تھی۔؟

• کی تھی جناب۔ اور وہ آبادی سے باہر ان کا انتظار کر رہا تھا جب ان کی دوسری جیپ

گزر گئی اور وہ روانہ ہوا تو پتہ چلا کہ پنچر ہے۔

• احمق ہے وہ۔ قوی الجشہ آدمی کہا اور اپنا کان پکڑ کر کھینچنے لگا اس کے کان میں سنہری

رنگ کا ایک چھوٹا سا رنگ پڑا ہوا تھا۔

• اب اس کے لئے کیا حکم ہے۔؟

• میں سمجھتا ہوں کہ اس کی گاڑی میں پنچر خود بخود نہیں ہوا کیا گیا ہے۔

• میں چیک کر لوں گا۔ ریڈانڈین نے کہا۔

• کان کنوں کا کیا رہا۔؟

• وہ بھی جا چکے ہیں جناب اور ان کے پیچھے ہمارا آدمی موجود ہے۔

• کس راستے سے گئے ہیں۔؟

• پلگ والے راستے سے۔ ریڈانڈین نے کہا۔ جبکہ امریکن پارٹی مرگا قبیلے والی سمت

سے روانہ ہوئی ہے۔

• گویا دونوں ساتھ ساتھ سیلر ڈونیو پونچیں گے۔؟

• جی ہاں سر۔

• اس احمق والی پارٹی کا کیا رہا۔؟

• وہ۔ ریڈانڈین کے چہرے پر مسکراہٹ پھیل گئی۔ وہ اسی کاٹیج میں موجود ہیں جناب

جہاں ٹھہرے تھے۔

تم ہنسے کیوں ہو۔؟ قوی الجبشہ نے اسے گھورتے ہوئے پوچھا۔
 وہ بہت ہی احمق ہے جناب دن بھر احمقانہ حرکتیں کرتا رہا ہے۔
 کیا وہ کایٹج سے نہیں نکلا۔؟

نکلا تھا سر۔

دونوں میں سے کسی پارٹی سے ملا۔؟

نوسر۔ صرف ہزار میں گھومتا رہا اور ایک بوڑھی عورت سے عشق بھی جھاڑا تھا۔
 کیا۔؟ قوی الجبشہ تیر لہجے میں بولا۔

میں سر اس بوڑھی نے اسے دو ہاتھ مارے تھے مگر وہ اس کے پاس بیٹھ کر رونے لگا
 تھا کہہ رہا تھا اس کی ایک محبوبہ اسی جیسی تھی۔

پھر۔؟ قوی الجبشہ کے ہونٹوں پر سکما ہٹ ابھری۔

بس پھر وہ بوڑھی شرما کر اس پر مہربان ہو گئی تھی اور اسے گھر چلنے کی دعوت
 دی تھی۔

اوہ۔ پھر کیا ہوا۔؟ قوی الجبشہ نے ہلکا سا تہقہہ لگا کر پوچھا۔

وہ کل ملنے کا کہہ کر وہاں سے چل پڑا تھا۔

ہو نہر۔ اس نے سر ہلا دیا پھر بولا۔ اس کے دوسرے ساتھی بھی کیا اسی کی

طرح سے ہیں۔؟

نہیں وہ کچھ سمجھدار لوگ ہیں۔ خاص طور پر بڑکی۔

ہاں میں نے اسے دیکھا ہے وہ بے حد خوبصورت ہے۔ قوی الجبشہ

نے کہا۔

کیا میں اسے حاضر کر دوں سر۔

نہیں یہاں نہیں۔ قوی الجبہ نے ہاتھ اٹھ کر کہا۔ اس سے ہم جنگل میں محفوظ ہوں گے نرم پتوں اور جلنے لگ بجائے ہوئے آبشار کی کسی وادی میں۔ جو حکم جناب۔

انشطام کیا یا نہیں؟

ہو گیا سر۔ دونوں لوگ یہاں باہر موجود ہیں۔

رٹینڈین نے کہا۔

اپنے ساتھ دو آدمی لے جاؤ اور کام ختم کر کے واپس آ جاؤ۔

بہتر سر۔ رٹینڈین نے کہا۔ کیا اس عورت کو بھی؟

راحق ہو۔ ابھی میں نے کیا کہا تھا۔ قوی الجبہ جھلا کر بولا۔ میں ابھی سے نرم پتوں

اور آبشار کی وادیوں میں محفوظ ہونا چاہتا ہوں لہذا اسے زندہ رہنا چاہتے اسے بھی اور احمق کو بھی۔

وہ احمق کی بیوی ہے سر۔

اسی لئے اسے بھی زندہ رکھنا چاہتا ہوں۔

جو حکم سر۔

رٹینڈین نے کہا۔

ایک گھنٹے میں کام ختم ہو جانا چاہیے۔

ایسا ہی ہو گا سر۔

رٹینڈین نے کہا اور کمرے سے نکل آیا ہال کمرے کے باہر دو آدمی موجود تھے اور ان

کے ہاتھوں میں مضبوطی سے بند کی ہوئی دو لوکریاں تھیں اور ان دونوں ڈوکریوں میں دھمکن اور پیندرے میں ڈوریاں بندھی ہوئی تھیں۔

، آؤ چلو۔

اس نے دونوں سے کہا اور وہ ایک راہداری سے گزر کر عمارت سے باہر آگئے یہ عمارت کا عقبی حصہ تھا۔

وہ دونوں ایک جانب چلنے لگے جبکہ تیسرا جس نے ان کو چلنے کے لئے کہا تھا عقبی دروازے کو مقفل کر رہا تھا پھر وہ بھی ان کے ساتھ ہی مل گیا وہ مکانوں سے لگ کر اس طرح چل رہے تھے کہ کوئی دیکھ نہ سکے۔

ویسے بھی ہر طرف تاریکی تھی۔

اس لئے دیکھتے جالے کا المکان کم ہی تھا مکانوں کی روشنیاں بند تھیں اور چاند بھی شروع تاریکیوں کا تھا اس لئے اندھیرا گہرا ہی تھا وہ آہستہ آہستہ چلتے رہے پھر اس حصے میں پہنچ گئے جہاں کاٹیج بنے ہوئے تھے۔

یہاں کسی کسی کھڑکی میں روشنی تھی جس کی وجہ سے اندھیرا کم تھا اور کھڑکیوں سے آنے والی روشنی نے مدہم سا جالا کر دیا تھا۔

وہ ایک کاٹیج کے سامنے رک گئے اب وہ اس کی کھڑکیوں کو آزمائے رہے تھے۔ وہ اندر سے بند تھیں۔ ان میں سے ایک نے جیب میں ہاتھ ڈال کر ایک لمبی سی لوہے کی سلاخ نکالی جو عجیب سے انداز میں مڑی ہوئی تھی سلاخ اس نے کھڑکی کی درز میں ڈال کر گھمائی اور دونوں پٹ کھل گئے۔

اس نے پیچھے والے آدمی سے لوکری لی اور اسے کھڑکی سے اندر فرش پر آہستگی سے

ڈال دیا یہ اس کی ڈھکن والی ڈور پر مگر کھینچی۔ ڈھکن الگ ہوتے ہی ٹوکری میں سے کوئی گول لچھے دار چیز اچھل کر لٹکی اور فرش پر رہینگے لگا۔

کمرے میں اب ہلکی ہلکی سوں سوں کی آواز گونجنے لگی تھی وہ لچھے دار چیز کسی۔ پھر کی کی طرہ کمرے کے فرش پر گھوم رہی تھی اور کونے میں پلنگ پر سوتے ہوئے آدمی کی جانب بڑھ رہی تھی۔

”غتم شد“

دروند سے کی دالپی، بلیک ہاوس، بلیک پاؤر اور مژدرا کیٹ کے بعد اسی سلسلے کا پانچواں ناول

پرزورد کی موت

بہت جلد شائع ہو رہا ہے



ڈاکٹر حامد حسن، ممتاز علی کیانی، عقیل قریشی
محمد سجاد بھٹی، سیف الملوک عباسی، یاسر حسنین
محمد نعمان، ساگر زمان، ناصر محمود بلوچ

